بناؤ سنگھار کے مسائل

"Breathable" نیل پالش لگائی ہو، تو وضو و غسل کا حکم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 60

تاریخ اجراء: 04ذوالحجۃالحرام1442ھ15جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ مارکیٹ میں " Breathable Nail Polish" کے نام سے ایک نئی نیل پالش آئی ہے،اس کے متعلق کہاجاتاہے کہ یہ پانی کوناخن تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔سوال یہ کرناتھاکہ اس نیل پالش کواتارے بغیراگروضوکیاجائے،توو ضوہوجائے گایانہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

"Breathable Nail Polish"کے متعلق مختلف ویب سائٹس اوردیگرذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کاخلاصہ یہ ہے کہ یہ نیل پالش نارمل استعمال ہونے والی نیل پالش کی بنسبت ناخنوں کے لیے مفید سمجھی جاتی ہے،کیونکہ عام طورپراستعمال ہونے والی نیل پالش ناخنوں تک آکسیجن اورپانی کے اثرات پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے اور آکسیجن اورپانی نہ ملنے کی وجہ سے ناخنوں کی خوبصورتی ختم ہوجاتی ہے اوربعض اوقات اس کے علاوہ بھی کئی منفی اثرات ظاہرہوسکتے ہیں،لہٰذاان منفی اثرات سے بچنے کے لیے مختلف کاسمیٹک کمپنیز(Cosmetic Companies) نے"Breathable Nail Polish"کے نام سے ایک نیل پالش متعارف کروائی ہے،جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے استعمال سے بننے والی تہہ میں بہت چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعے آکسیجن اورپانی کے اثرات/اجزاء(Moisture/Molecules)ناخنوں تک پہنچتے ہیں،جس وجہ سے ناخنوں کی خوبصورتی باقی رہتی ہے اوردیگرمنفی اثرات سے بھی بچت رہتی ہے۔

اس تفصیل کے مطابق حکم شرعی یہ ہے کہ "Breathable Nail Polish"کے فوائداپنی جگہ لیکن وضو کاتعلق فوائدسے نہیں،بلکہ ناخنوں کودھونے سے ہے اوراس نیل پالش کی وجہ سے ناخنوں پرپانی کے قطرے نہیں بہتے، بلکہ نمی کی صورت میں پانی کے اثرات ناخنوں تک پہنچتے ہیں اوریہ فرض کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہے،اس وجہ سے اس کا

حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے اس قسم کی نیل پالش لگا کر وضو کیا، تو اُس کا وضو نہیں ہو گا۔ یہ خیال رہے کہ وضو میں جن اعضائے وضو کو دھونا ضروری ہوتا ہے (دھونے کے حکم میں ناخن بھی شامل ہیں) ان میں دھونے سے مراد یہ ہے کہ دھوئے جانے والے عضو کے ہر حصے پر کم از کم پانی کے دو دو قطرے بہہ جائیں۔

وضو میں ہاتھ اور پاؤں دھونا فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو، تو خوب ستھرے ہو لو۔ (پارہ 6، سورۃ المائدہ، آیت 6)

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا، لیکن ان کی ایڑیاں خشک تھیں، تو ارشاد فرمایا: "ویل للاعقاب من النار، اسبغوا الوضوء" ترجمہ: ایڑیوں (کو صحیح طور پر نہ دھونے والوں) کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے، وضو صحیح طور پر پورا کرو۔ (صحیح بخاری، ج 1، ص 44، دار طوق النجاۃ، بیروت)

وضو و غسل میں دھوئے جانے والے عضو کے ہر حصے پر کم از کم دو قطرے پانی بہنا ضروری ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے: "اقلہ قطرتان فی الاصح" ترجمہ: اصح قول کے مطابق کسی عضو پر پانی بہنے کی مقدار یہ ہے کہ عضو کے ہر حصے پر کم از کم دو دو قطرے بہہ جائیں۔ (در مختار، ج 1، ص 216 تا 217، مطبوعہ پشاور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "کسی عضو کے دھونے کے یہ معنٰی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے، نہ اس سے وُضو یا غسل ادا ہو گا، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے، لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت (برباد) جاتی ہیں۔" (بہارِ شریعت، ج 1، حصہ 2، ص 288، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جسم پر کوئی ایسی چیز لگی رہی کہ جو جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو وضو و غسل نہیں ہو گا۔ چنانچہ محیطِ برہانی میں ہے: "ولو کان جلد سمک وخبز ممضوغ قد جف فتوضا ولم یصل الماء الی ما تحتہ لم یجز لان التحرز عنہ ممکن" ترجمہ: اگر جسم پر مچھلی کا چھلکا یا چبائی ہوئی خشک روٹی لگی ہو، پس وضو کیا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچا، تو یہ جائز نہیں (یعنی وضو نہیں ہو گا)، کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔ (المحیط البرھانی، ج 1، ص 36، مطبوعہ کوئٹہ)

ابرو اور پلکوں وغیرہ کے بالوں کو کلر کرنا

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 18

تاریخ اجراء: 20شوال المکرم1439ھ/05جولائی2018ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہم دلہن کے چہرے پر میک اپ کرتے ہوئے آئی بروز پہ تھوڑا بہت کلر، کاجل، سرمہ، پنسل اور شیڈز وغیرہ لگاتی ہیں اور یہ کلر ابروؤں کے بالوں کے رنگ جیسا ہی کیا جاتا ہے، مثلاً بال کالے ہوں، تو کاجل یا سرمہ لگایا جاتا ہے، بھورے ہوں تو اسی طرح کا شیڈ استعمال کرتی ہیں، تاکہ چہرے کے بقیہ حصوں (مثلاً رخسار، ناک، جبڑا اور ہونٹ) کی طرح ان کے نقوش کو بھی ابھارا اور خوبصورت بنایا جاسکے۔اسی طرح ابرو کے زائد کالے بالوں کو بلیچ اور کلر کرکے ڈائی لگا کر جلد کا ہم رنگ کر دیا جاتا ہے، تو کیا بھنوؤں کی اس طرح کی زینت کرنا بھی جائز ہے؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

آپ کے لیے آئی بروز یعنی ابرو کی مذکورہ زینت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ ابرو کے بال اکھاڑ کر باریک نہ کریں، ناپاک اشیاء پر مشتمل کریم یا پاؤڈر نہ لگائیں اور سفید بالوں کے لئے سیاہ یا مائل بہ سیاہ (یعنی سیاہ سے ملتا جلتا) خضاب یا کلر استعمال نہ کریں، ہاں اگر مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام یا کسی بھی خلافِ شرع طریقے سے زینت کریں، تو پھر زینت کرنا ، جائز نہ ہوگا۔

ابرو کے بال اکھڑوا کر باریک کرنا کروانا، ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم و ابوداؤد میں روایت ہے: واللفظ للآخر: ”لعنت الواصلة والمستوصلة، والنامصة والمتنمصة، والواشمة والمستوشمة من غیر داء“ ترجمہ: بال ملانے اور ملاوانے والی، ابرو کے بال نوچنے اور نوچوانے والی، جسم گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، جبکہ بغیر بیماری کے ہو۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی صلة الشعر، جلد2، صفحہ221، مطبوعہ لاھور)

سفید بالوں کو سیاہ کرنے کے متعلق مصنف ابن ابی شیبہ و معجم الکبیر للطبرانی میں ہے: والنظم للثانی: ”من مثل بالشعر، فلیس له عند اللہ خلاق“ ترجمہ: جو بالوں کا مثلہ کرے، اللہ عزوجل کے یہاں اس کے لئے بھلائی کا کوئی حصہ نہیں۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 11، صفحہ 41، مطبوعہ قاهرہ)

اس حدیث پاک کے تحت فیض القدیر شرح جامع صغیر میں ہے: ”صیرہ مثلة بالضم بأن نتفه أو غیرہ بسواد “ترجمہ: بالوں کا مثلہ یوں کہ (سفید بال) اکھاڑے یا انہیں سیاہی کے ساتھ بدل دے۔ (فیض القدیر، جلد 2، صفحہ 860، مطبوعہ مکتبہ امام شافعی، ریاض)

بلا ضرورتِ شرعیہ ناپاک چیز کا استعمال حرام ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: ”اما تنجیس الطاهر، فحرام “ یعنی پاک چیز کا ناپاک کرنا حرام ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، فصل فی طهارة الحقیقیة، جلد 1، صفحہ 209، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”جسم و لباس بلا ضرورتِ شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 4، صفحہ 585، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اجنبی مرد سے عورت کا اپنے کان چھدوانا کیسا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13279

تاریخ اجراء: 05 شعبان المعظم 1445ھ / 16 فروری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بالغہ عورت اپنے کان کسی غیر محرم سے چھدوا سکتی ہے؟ جبکہ وہ غیر محرم زیادہ عمر کا ہو۔ شریعت اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے کان بھی اعضائے ستر میں داخل ہیں، اور اجنبی مرد کا بلاضرورتِ شرعیہ کسی بالغہ عورت یا مشتہاۃ (قابلِ شہوت) لڑکی کے اعضائے ستر کو دیکھنا یا اُن اعضاء کو چھونا سخت ناجائز و حرام ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔ واضح ہوا کہ عورت کا بڑی عمر کے اجنبی مرد سے بھی کان چھدوانا بلاشبہ ناجائز و حرام ہے، اس صورت میں مرد و عورت دونوں ہی گنہگار ہوں گے اور اُن پر توبہ کرنا لازم ہوگا۔

نامحرمہ کو چھونے سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان المعجم الکبیر میں کچھ یوں مذکور ہے: ”لأن يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له“ یعنی تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کا سُوا (بڑی سوئی) چبھو دیا جائے، یہ اِس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اُس کے لیے حلال نہ ہو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث 486، ج 20، ص 211، مطبوعہ قاھرۃ)

عورت کے کان ستر میں داخل ہیں۔ جیسا کہ فتح القدیر، رد المحتار وغیرہ کتبِ فقہیہ میں مذکور ہے: ”والنظم للاول“ وأذنها عورة بانفرادها۔“ ترجمہ: ”عورت کا ہر ایک کان جداگانہ عورت (چھپانے کی چیز) ہے۔“ (فتح القدیر علی الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، ج 01، ص 262، دار الفکر، لبنان)

بہارِ شریعت میں ہے: ”آزاد عورتوں کے لیے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر مشتمل۔۔۔۔ (۳،۴) **دونوں کان**۔“ (بہارِ شریعت، ج 01، ص 483، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

عورت کا اعضائے ستر کھول کر اجنبی مرد کے سامنے جانا حرام ہے۔ جیسا کہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "بے پردہ بایں معنٰی کہ **جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ کھلا ہو** جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز **تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقا حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم۔ یا عامی جوان ہو، یا بوڑھا۔**" (فتاوی رضویہ، ج22، ص240-239، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

بلا اجازتِ شرعی اجنبیہ عورت کے اعضائے ستر کو دیکھنا اور چھونا، جائز نہیں۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: "**اجنبیہ عورت** کے چہرہ اور ہتھیلی **کو۔۔۔ چھونا، جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو** کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حرام ہے۔۔۔۔۔ اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانہ میں تھے، لہٰذا س زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی۔" (بہارِ شریعت، ج03، ص446، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اسلام میں عورت کا تسمے والے بوٹ پہننا کیسا ہے؟

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر:WAT-1635

تاریخ اجراء: 22شوال المکرم1444ھ/13مئی2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

تسمے والے بوٹ خواتین پہن سکتی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ اگر وہ لڑکیوں کی بناوٹ وطرز والے جوتے ہیں،اور کوئی شرعی خرابی نہیں تو خواتین کے لیے ان کو پہننے میں شرعا کوئی حرج نہیں، محض ان کے تسمے ہونے کی وجہ سے انہیں پہننا ناجائز نہیں ہو گا، لہٰذا خواتین ایسے جوتوں کو پہن سکتی ہیں۔اور اگر وہ مردانہ بوٹ کے مشابہ ہیں، تو پھر خواتین ان کو نہیں پہن سکتیں کہ عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے " عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: «لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال "ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، ج7، ص159، دار طوق النجاۃ)

اسی طرح کے سوال کے جواب میں فتاوی رضویہ میں ہے "خاص اس جزئیہ میں حدیث حسن وارد، سنن ابوداؤد میں ہے۔۔۔۔:"قیل لعائشة ان امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلة من النساء۔ "یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی: "ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے۔"فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی مردانی عورتوں پر۔(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ174، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام۔'' (فتاوی رضویہ، ج22، ص664، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بیوٹی پارلر کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 77

تاریخ اجراء: 22شوال المکرم1432ھ21ستمبر2011ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوٹی پارلر کا کام کرنا، جائز ہے یا نہیں اور اس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیوٹی پارلرز میں بہت سے خلاف شرع امور کئے جاتے ہیں، جیسے خوبصورتی لانے کے لیے آئی بروبنانا جس میں بھنوؤں کے بالوں کو اکھیڑا جاتا ہے اور عورتوں کے بھنووں کے بالوں کو اکھیڑنے یا اکھڑوانے کو حدیث شریف میں باعثِ لعنت قرار دیا گیا ہے، مردوں کی طرح عورتوں کے بال چھوٹے چھوٹے کاٹے جاتے ہیں جس سے عورت مرد کے مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت والا یہ کام بھی باعثِ لعنت ہے، عورت کا مرد کی تزیین یا مرد کا عورت کی تزیین کرنا وغیرہ، البتہ ان میں بعض کام جائز بھی ہوتے ہیں مثلاً چہرے کے زائد بالوں کی صفائی، مختلف کریمز اور آئی شیڈز وغیرہ کے ذریعہ میک اپ کر کے چہرے کو خوبصورت بنانا، سیاہ مائل رنگت کو نکھارنا، ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، بالوں کو سنوارنا وغیرہا بھنووں کے بال بہت بدصورت ہوں تو ان کی فقط بد نمائی کو دور کرنا وغیرہ جائز میک اپ۔ تو اگر بیوٹی پارلر میں صرف جائز کام کیے جائیں خلاف شرع امور سے بالکل اجتناب کیا جائے تو بیوٹی پارلر کا کام کرنا ، جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی جائز و مباح جبکہ اجارے کی دیگر شرائط یعنی کام کا وقت یا کام معین ہو۔ اور اگر خلاف شرع امور کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہو تو پھر یہ کام جائز نہیں اور ان ناجائز کاموں کی آمدنی بھی ناجائز ہو گی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو استأجر مشاطة لتزين العروس مباح قالوا لا يطيب لها الاجر الا ان يكون على وجه الهدية من غيرِ شرط، وقيل ينبغي أن تجوز الاجارة اذا كانت مؤقتة أو كان العمل معلوماً ولم ينقش التماثيل على وجه العروس ويطيب لها الاجر لان تزيين العروسِ مباح“ ترجمہ:۔

اور اگر کسی نے دلہن سجانے والی کو اجارہ پر لیا تو یہ جائز ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس کی اجرت جائز نہیں مگر یہ کہ کام کے بعد اس کو بطورِ تحفہ کچھ دے دیا جائے جبکہ کسی قسم کی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو، اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس کا وقت اگر معلوم ہے یا کام معلوم ہے تو اس کا اجارہ جائز اور اجرت پاک ہے کیونکہ دلہن کو سجانا مباح امر ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دلہن کے چہرے پر کسی قسم کے نقش و نگار یا تصویریں نہ بنائے۔" (فتاویٰ عالمگیری جلد 4 صفحہ 526 مطبوعہ پشاور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پینٹ شرٹ پہننے کا کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی ابوالحسن محمد ھاشم خان عطاری

فتوی نمبر:17

تاریخ اجراء: 06رجب المرجب1439ھ/24مارچ2018ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ پینٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟ سنا ہے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے ناجائز لکھا ہے، اب کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر پینٹ چست اور تنگ ہو جس سے اُن اعضا کی ہیئت ظاہر ہوتی ہو، جن کے چھپانے کا حکم ہے، تو لوگوں کے سامنے ایسی پینٹ پہننا ممنوع و مکروہ ہے۔

اور اگر پینٹ اتنی موٹی، ڈھیلی اور کھلی ہو کہ اعضائے ستر کی ہیئت معلوم نہ ہوتی ہو، تو ایسی پینٹ پہننا ممنوع نہیں، البتہ علمائے کرام (مثلاً اعلی حضرت) نے پہلے پینٹ پہننے کی ممانعت اس لیے فرمائی تھی کہ یہ پہننا کفار کے ساتھ خاص اور ان کا شعار تھا، لیکن فی زمانہ پینٹ پہننا چونکہ کفار کا شعار (یعنی اُن کے ساتھ خاص) نہ رہا بلکہ مسلمانوں میں بھی اس کا رواج ہو گیا ہے، لہذا ممانعت کی علت باقی نہ رہی، اس کی نظیر ترکی ٹوپی پہننے والا مسئلہ ہے کہ یہ پہلے نیچیریوں کا شعار تھی، اس لئے علمائے کرام نے یہ ٹوپی پہننے سے ممانعت فرمائی، لیکن امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دور میں مسلمانوں نے بھی اس کو پہننا شروع کر دیا اور نیچیریوں کا شعار نہ رہا، تو آپ علیہ الرحمۃ نے اس کے جواز کا حکم صادر فرمایا، البتہ اب بھی پینٹ شرٹ پہننا کراہت (تنزیہی) سے خالی نہیں کہ یہ نیک لوگوں کا طور طریقہ نہیں بلکہ فاسقوں کا طریقہ ہے کہ اکثر فاسق لوگ ہی اسے پہنتے ہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: ”دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیات معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا، جائز نہیں۔

(ردالمحتار)اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اُولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔" (بہارِشریعت، ج1، حصہ3، ص480، مکتبۃالمدینہ، کراچی)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: "لکنہ یصف حجمھا حتی یري شکل العضو فإنہ مکروہ" ترجمہ: (ایسا کپڑا جو ستر عورت کا کام دے) لیکن عضو کے حجم کو بیان کرے یعنی عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہو تو وہ کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ (الموسوعہ الفقھیہ الکویتیہ، لبس مایشف أویصف، ج6، ص136، دارالسلاسل، کویت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "کلاہ ترکی ابتدائے او در نیچریاں شد آناں را بہرہ از اسلام نیست اگر ہم چناں می ماند دریں ممالک حکم جوازش نبودی کہ ایں جا ترکان نیند بیدیناں باو عاوی اند مگر حالا مشاہدہ است کہ در بسیارے از مسلمانان نیز ایں تپ سرخ سرایت کردہ پس شعار نیچریت نماند اہل علم و تقوی را از و احتراز باید کہ تا حال وضع علماء و صلحاء شدہ است ہمچناں۔ (ترجمہ:) ترکی ٹوپی کہ اس کی ابتداء نیچریوں سے ہوئی اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر یہی حالت رہتی تو ان ممالک میں اس کا جواز نہ ہوتا کیونکہ یہاں کوئی ترکی نہیں۔ صرف بے دین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے میں آیا ہے (اور یہ مشاہدہ ہوا ہے) کہ بہت سے مسلمانوں میں بھی یہ سرخ بخار سرایت کر گیا ہے۔ لہذا اب نیچریت کا شعار نہیں رہا، پس اہل علم اور اصحاب تقوی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ علماء اور صلحاء کا معمول ہو جائے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص93-192، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: "اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کے دور میں پینٹ انگریزوں کا خاص لباس اور شعار تھا جو کوئی کسی پینٹ پہنے ہوئے کو دیکھتا تو کہہ دیتا کہ یہ انگریز ہے اس لئے آپ نے فتوی دیا کہ پتلون، پینٹ پہننا مکروہ ہے اور مکروہ کپڑے میں نماز بھی مکروہ لیکن پینٹ کا استعمال اب بالکل عام ہو چکا ہے۔ ہندو و مسلم ہر کوئی اس کو استعمال کرتا ہے۔ کسی قوم کے ساتھ خاص نہ رہا۔ اس لئے اگر پینٹ ایسا ڈھیلا ہو کہ نماز ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو اسے پہن کر نماز جائز ہے۔ البتہ ائمۂ مساجد کے شایان شان نہیں کہ وہ نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر ہیں۔ لہذا وہ پینٹ نہ پہنیں۔" (فتاوی فقیہ ملت، ج1، ص179، شبیر برادرز، لاھور)

"فتاوی بریلی شریف" میں پینٹ شرٹ پہننے کے حوالے سے مذکور ہے: "اعلی حضرت کا یہ حکم (انگریزی لباس پہننا حرام ہے) اس وقت کا ہے جب انگریزی وضع قطع کا لباس انگریزوں کا شعار قومی تھا انہیں تک محدود اور انہیں کے ساتھ خاص تھا اور جو وضع کسی قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس کا شعار قومی ہوا سے مسلمانوں کو اپنانا ناجائز و حرام ہے.... اب جبکہ

انگریزی لباس مثلاً پینٹ شرٹ وغیرہ کا پہننا انگریزوں کے ساتھ خاص نہ رہا بلکہ دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں میں بھی عام ہو گیا تو اب یہ کسی ایک قوم کا وضع مخصوصہ اور شعار قومی نہ رہا اور نہ ہی اب یہ انگریزوں کا شعار قومی کہلائے گا لہٰذا اب وہ حکم سابق نہ رہا البتہ اسے پہننا اب بھی کراہت سے خالی نہیں کہ یہ وضع صلحاء نہیں بہر حال وضع فساق ہے کہ لباس مذکورا بھی اتنا عام نہیں ہوا کہ صلحاء علما اور متقین بھی استعمال کرتے ہوں بلکہ اکثر فساق ہی استعمال کرتے ہیں ان میں بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بدرجہ مجبوری اسے استعمال کرتے ہیں بلکہ بعض پہننے والے خود بھی اسے کوئی اچھا لباس نہیں تصور کرتے اور لوگوں کا اسے معیوب سمجھنا ہی اس کی کراہت کو کافی لہٰذا ایسی صورت میں مطلقاً مکروہ تنزیہی کا حکم ہے۔" (فتاوی بریلی شریف، ص207,208، شبیر برادرز، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چہرے پر سرمے سے تِل بنانا کیسا ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:24

تاریخ اجراء: 06ذوالحجۃالحرام1442ھ/17جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چہرے پر سرمے کا تل بنانا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چہرے پر تل بنانے کے حوالے سے عام طور چند طرح کی صورتیں پائی جاتی ہیں:

1. بعض عورتیں فیشن کے طور پر چہرے کے کسی حصے کو سوئی وغیرہ سے گدوا کراس میں سرمہ وغیرہ بھر کر مصنوعی تِل بنواتی ہیں، ایسا کرنا، ناجائز و گناہ ہے اور حدیث پاک میں ایسا کرنے والیوں پر لعنت کی گئی۔
2. چہرے کو گودے بغیر خوبصورتی کے لیے سرمے سے تل کا نشان بنایا جاتا ہے، ایسا کرنا، جائز ہے، کیونکہ یہ زینت کی چیز ہے اور عورتوں کو شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے زینت کرنے کی اجازت ہے، بلکہ اچھی نیت کے ساتھ، مثلاً شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کے طور پر ہو، تو کارِ ثواب ہے۔
3. اور ایک صورت یہ ہے کہ بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے سرمے سے تل بنایا جاتا ہے، یہ بھی جائز ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو اس کی ٹھوڑی پر سیاہ نقطہ لگانے کا حکم کا ارشاد فرمایا۔

جسم گودنے اور گدوانے والیوں کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمّصات والمتفلّجات للحسن المغیّرات خلق اللہ“ ترجمہ: اللہ پاک لعنت کرے گودنے والیوں اور گُدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں پر، (کیونکہ یہ سب) اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنے والیاں ہیں۔ (بخاری شریف، کتاب اللباس باب المتفلجات للحسن، جلد2 صفحہ878، مطبوعہ کراچی)

مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سالِ وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: ''گودنے، گدوانے سے مراد سوئی کے ذریعہ نیل یا سرمہ جسم میں لگا کر نقش و نگار کرانا یا اپنا نام لکھوانا یہ دونوں کام ممنوع ہیں، طریقۂ مشرکین ہیں اور طریقۂ کفار و فجار (ہے)۔'' (مراٰۃ المناجیح، جلد4، صفحہ231، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاھور)

عورت کا اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنا کارِ ثواب ہونے کے متعلق سیّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ''عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا (زیور) پہننا، بناؤ سنگار کرنا، باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، جلد22، صفحہ126، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

نظرِ بد سے حفاظت کے لیے بچوں کے چہرے پر تِل وغیرہ بنانے کے متعلق شرح السنۃ للبغوی اور مرقاۃ المفاتیح وغیرہ میں ہے: ''روي أن عثمان رأى صبيا مليحا، فقال: دسموا نونته كيلا تصيبه العين''
ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا، تو فرمایا کہ اس کی ٹھوڑی میں سیاہ نقطہ لگا دو، تاکہ اِسے نظر نہ لگے۔ (شرح السنۃ للبغوی، کتاب الطب و الرقی، باب ما رخص فیہ من الرقی، جلد12، صفحہ166، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''نظر سے بچنے کے لئے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے، ایسا کرنا منع نہیں ہے، کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے: تبارک اللہ احسن الخالقین اللھم بارک فیہ۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، جلد 9، صفحہ 601)

یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔'' (جنتی زیور، صفحہ410، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا میک اپ کروانے کے لیے بیوٹی پارلر جانا

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:78

تاریخ اجراء: 17رمضان المبارک1432ھ/18اگست2011ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوٹی پارلر جانا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیوٹی پارلر پردے میں جانااور پردے میں رہ کر جائز معاملات کرنا جائز ہے۔اور ناجائز معاملات اگرچہ پردے میں ہوں ناجائزہیں۔ جیسے میک اپ کروانا جائز ہے جبکہ پردے میں ہواور بھنویں بنانا، ناجائز ہے۔اسی طرح عورتوں کا اتنی مقدار میں بال کٹوانا جس سے مردوں سے مشابہت ہو جائے، ناجائزہےاور کندھوں کے نیچے بالوں کی نوکیں وغیرہ کاٹنا جائزہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:"عورت کواپنے سر کے بال کترنا حرام ہےاور کترے توملعونہ کہ مردوں سے تشبّہ ہے۔درمختار میں ہے"قطعت شعر رأسها اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبه بالرجال"ترجمہ: کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو وہ گنہگار ہوئی۔ نیز اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت برسی اوراس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے"تشبہ"ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ543، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صحیح بخاری، مسلم، ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی میں ہے"واللفظ للبخاری:"عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ"
ترجمہ:ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اللہ تعالیٰ کھال گودنے اور گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لئے دانتوں میں مصنوعی فاصلہ بنانے والی اور بناوٹ خداوند میں ردوبدل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الواشمۃ، جلد02، صفحہ404، مطبوعہ لاہور)

البتہ اگر بھنویں بہت زیادہ ہوگئی ہیں اور دیکھنے میں بہت بری لگ رہی ہیں تو ہلکی سی ترشوا سکتے ہیں۔ یہ اسی صورت میں جبکہ بدنما لگتی ہوں، کئی عورتوں کو بری نہ بھی لگیں تو زبردستی اسے بدنمائی کے دائرے میں داخل کرکے تراشنا شروع کردیتی ہیں۔ اللہ عزوجل نفس کی اتباع سے محفوظ رکھے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا ابرو بنوانا اور تھریڈنگ کروانا کیسا؟

مجیب: مولانا ذاکر حسین عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-642

تاریخ اجراء: 10 شعبان المعظم 1443ھ/14 مارچ 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

(1) عورت کا ابرو بنوانا اور چہرے کی تھریڈنگ کروانا کیسا؟

(2) اور اگر شوہر مجبور کرے تو کیا حکم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

(1) عورت کے چہرے پر اگر بال آگئے ہوں تو عام حالت میں اس کے لئے یہ بال صاف کرانا مباح و جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ کام اگر شوہر کے لئے زینت کی نیت سے ہو تو جائز ہونے کے ساتھ ساتھ مستحب بھی ہے کیونکہ عورت کو شوہر کے لئے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چہرے پر بالوں کا ہونا شوہر کے لئے باعث نفرت و وحشت اور خلاف زینت ہے۔

البتہ ابرو بنوانا اس حکم سے مستثنی ہے کہ صرف خوبصورتی و زینت کے لئے ابرو کے بال نوچنا اور اسے بنوانا، ناجائز ہے، حدیث پاک میں ابرو بنوانے والی عورت کے بارے میں لعنت آئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: "عن عبد اللہ قال: لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ." حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالی کی لعنت ہے گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حسن کے لئے کھڑکیاں کرانے والیوں پر جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والیاں ہیں۔ (صحیح المسلم، ج2، ص205، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ کراچی)

مذکورہ بالا حدیث پاک کے الفاظ "بال اکھیڑنے والیاں" کی وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "یعنی جو عورت بھووں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت ہے۔" (بہار شریعت، ج3، ص595، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی)

لہذا آجکل عورتوں میں ابرو بنوانے کا جو رواج چل پڑا ہے، یہ ناجائز ہے، اس سے ان کو باز آنا چاہئے۔ ہاں اس میں جواز کی ایک صورت یہ ہے کہ ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بھدے (برے) معلوم ہوتے ہوں تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو تراش کر اتنا چھوٹا کر سکتے ہیں کہ بھدا پن دور ہو جائے، اس میں حرج نہیں۔

(2) اگر شوہر ابرو کے علاوہ چہرے کے دیگر بالوں کو کٹوانے پر مجبور کرے، یا پھر ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بھدے (برے) معلوم ہوتے ہوں، اس بنا پر شوہر ابرو کے بال کٹوانے پر مجبور کرتا ہو، تو اس صورت میں عورت پر واجب ہے کہ شوہر کی بات مانے، اور چہرے کے بال صاف کروائے، اور ابرو کے بالوں کو اس قدر چھوٹا کروائے کہ ان کا بھدا پن دور ہو جائے۔ کیونکہ حقوق زوجیت سے متعلقہ امور میں شوہر کی فرمابرداری عورت پر واجب ہے۔ فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت سے کانچ کی چوڑی پہننے سے متعلق سوال ہوا، تو آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا: جائز ہیں لعدم المنع الشرعی (اس لئے کہ کوئی شرعی مانع نہیں۔ت) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے مستحب وانما الاعمال بالنیات (اعمال کا دار و مدار ارادوں پر ہے۔ت) بلکہ **شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب**: لحرمۃ العقوق ولوجوب طاعۃ الزوج فیما یرجع الی الزوجیۃ۔ اس لئے کہ والدین اور شوہر کی نافرمانی حرام ہے اور شوہر کی فرمانبرداری بسلسلہ حقوق زوجیت واجب ہے۔) (فتاوی رضویہ، ج22، ص115.116)

ہاں اگر ابرو کے بال زیادہ بڑے نہ ہوئے ہوں، بھدے بھی معلوم نہ ہوتے ہوں، صرف زینت کے لیے شوہر ابرو بنوانے پر مجبور کرے، تو اس صورت میں عورت پر شوہر کی بات ماننا جائز نہیں، کہ ناجائز امور میں کسی کی اطاعت لازم نہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا اپنے شوہر کے حکم پر سر کے بال کاٹنا

مجیب: فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-528

تاریخ اجراء: 06ربیع الاول1444ھ/03اکتوبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا عورت اپنے شوہر کے حکم پر اپنے سر کے بال کاٹ سکتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا سر کے بالوں کو اتنا کاٹنا کہ وہ کندھوں سے اوپر یا کندھوں کے برابر ہو جائیں، ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور ایسا کرنے والی عورت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے، اگر شوہر کے کہنے پر کاٹے گی تب بھی یہی حکم ہے، کیونکہ اللہ پاک کی نافرمانی والے کاموں میں بندوں کی اطاعت جائز نہیں، اور شوہر بھی اس ناجائز کام کا حکم دینے کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ البتہ کندھوں سے نیچے جو بال ہیں، ان کی نوکیں کاٹ کر برابر کر سکتی ہے، خواہ شوہر کے کہنے پر کاٹے یا خود، بہر صورت جائز ہے۔

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیثِ مبارک ہے: "عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ و اٰلہ و سلم قال لا طاعة فی معصیة اللہ ، انما الطاعة فی المعروف" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، بلکہ مخلوق کی اطاعت تو فقط بھلائی کے کاموں میں ہی جائز ہے۔(صحیح البخاری، جلد2، صفحہ1077-1078، مطبوعہ کراچی، ملخصاً)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "جس کو شرع مطہر نے ناجائز قرار دیا ہے، اس میں اطاعت نہیں کہ یہ حقِ شرع ہے اور کسی کی اطاعت میں احکامِ شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ معصیت میں کسی کی طاعت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق "(فتاویٰ امجدیہ، جلد4، صفحہ198، مکتبہ رضویہ کراچی)

بہارِ شریعت میں ہے: ''عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کردیے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے، ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں۔ اور حدیث میں فرمایا کہ: جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو، اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے۔'' (بہارِ شریعت، حصہ 16، صفحہ 588، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا کندھے سے اوپر تک بال کٹوانے اور اس کی اجرت کا حکم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 32

تاریخ اجراء: 20صفر المظفر1436ھ 23دسمبر 2014ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

1۔ عورتوں کا بال کندھوں سے اوپر تک کٹوانا کہ مردوں سے مشابہ ہو جائیں، شرعاً کیسا ہے؟

2۔ کسی عورت کا اس طرح بال کاٹنے کی اجرت لینا (کہ عورت کے بالوں کی مردوں سے مشابہت ہو جائے) شرعاً کیسا؟ جیسا کہ آج کل بیوٹی پارلر میں ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

1۔ عورتوں کا سر کے بال اس طرح کٹوانا کہ مردوں سے مشابہت ہو، ناجائز و حرام ہے۔

عورتوں کا مردوں سے یا مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے اور حدیث مبارک میں ایسوں پر لعنت کی گئی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: "لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال" ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (صحیح بخاری، جلد2، ص874، مطبوعہ کراچی)

در مختار میں ہے: "قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت، زاد فی البزازیۃ ولو باذن الزوج لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال" ترجمہ: عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار ہوئی اور اس پر لعنت ہے۔ بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے بال کاٹے (پھر بھی ناجائز ہے) اس لیے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی اطاعت نہیں اسی لیے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور عورتوں کے لیے بال کاٹنے کے حرام ہونے کی علت مردوں کی وضع بنانی ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد9، ص671، مطبوعہ پشاور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو کمان لٹکائے ملاحظہ فرمایا ،ارشاد فرمایا ”اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں سے تشبہ کریں“ حالانکہ جوتا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور کمان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ جزو بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہو گی۔“ (فتاوی رضویہ، جلد6، ص610,611، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

2۔ عورت کے سر کے بال اس طرح کاٹنے کی اجرت لینا بھی ناجائز ہے کہ فعل حرام کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے، چنانچہ بحر الرائق میں ہے: ”ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاھی “ترجمہ: گانے باجے، نوحہ کرنے اور لہو ولعب پر اجارہ جائز نہیں۔ (البحر الرائق، جلد8، ص35، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو، تو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز۔“ (فتاوی رضویہ، جلد23، ص507، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی کو اجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی یہ مزدوری دی جائے گی، گانے بجانے کے لیے اجیر کیا کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اس کی یہ اجرت دی جائے گی، ملاہی یعنی لہو و لعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے ان صورتوں میں اجرت لینا بھی حرام ہے۔“ (بہار شریعت، جلد3، ص144، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا چہرے کے بالوں کو صاف کروانا

مجیب: ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 87

تاریخ اجراء: 02 رمضان المبارک 1437ھ/08 جون 2016ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے چہرے پر اگر بال آ گئے ہوں، تو کیا وہ اپنے چہرے کی تھریڈنگ یعنی چہرے کے بال صاف کرواسکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے چہرے پر اگر بال آ گئے ہوں، تو عام حالت میں اس کے لئے یہ بال صاف کرانا مباح و جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ کام اگر شوہر کے لئے زینت کی نیت سے ہو تو جائز ہونے کے ساتھ ساتھ مستحب بھی ہے، کیونکہ عورت کو شوہر کے لئے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چہرے پر بالوں کا ہونا شوہر کے لئے باعث نفرت و وحشت اور خلاف زینت ہے۔

البتہ ابرو بنوانا اس حکم سے مستثنی ہے کہ صرف خوبصورتی و زینت کے لئے ابرو کے بال نوچنا اور اسے بنوانا، ناجائز ہے، حدیث پاک میں ابرو بنوانے والی عورت کے بارے میں لعنت آئی ہے، لہذا آجکل عورتوں میں ابرو بنوانے کا جو رواج چل پڑا ہے، یہ ناجائز ہے، اس سے ان کو باز آنا چاہیے، ہاں اس میں جواز کی ایک صورت یہ ہے کہ ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بھدے (برے) معلوم ہوتے ہوں تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو تراش کر اتنا چھوٹا کر سکتے ہیں کہ بھدا پن دور ہو جائے، اس میں حرج نہیں۔

صحیح مسلم میں ہے: "عن عبد اللہ قال: لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ" حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالی کی لعنت ہے گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں

پر اور حسن کے لئے کھڑکیاں کرانے والیوں پر جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والیاں ہیں۔(صحیح المسلم،ج2،ص205،مطبوعہ کراچی)

مذکورہ بالا حدیث پاک کے الفاظ "بال اکھیڑنے والیاں" کی وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''یعنی جو عورت بھووں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت ہے۔'' (بہار شریعت،ج3،ص595،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ردالمحتار میں ہے:"فلو کان فی وجھھا شعر ینفر زوجھا عنھا بسببه ففی تحریم ازالته بعد لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین (الی ان قال) اذا نبت للمرأة لحیة أو شوارب فلا تحرم ازالته بل تستحب .وفی التاترخانیة عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبین و شعر وجھه مالم یشبه المخنث اھ. ملخصا" اگر عورت کے چہرے پر بال ہوں تو اس کے سبب سے شوہر کو بیوی سے نفرت ہو گی لہذا بالوں کے دور کرنے کو حرام قرار دینے میں دوری ہے کیونکہ عورتوں کے لئے زینت، خوبصورتی کے لئے مطلوب (طلب کی گئی) ہے (یہاں تک کہ مزید فرمایا) جب عورت کی داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کو دور کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور تاتر خانیہ میں مضمرات سے ہے: اور دونوں ابرو اور چہرے کے بال لینے (کاٹنے) میں کوئی حرج نہیں جب تک ہیجڑے سے مشابہت نہ ہو۔(ردالمحتار،ج9،ص615،مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ''عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔'' (بہار شریعت،ج3،ص449،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے: ''گودنے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے (بال اکھاڑنے کے آلہ) سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔'' (بہار شریعت،ج3،ص596،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا خوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال پیشانی پر ڈالنا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 34

تاریخ اجراء: 06ذوالحجۃالحرام1442ھ/17جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کاخوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال پیشانی پر ڈالنا کیسا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کاخوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال، لَٹ وغیرہ کی صورت میں پیشانی پر ڈالنا، اگر تو کندھوں سے اوپر بالوں کو کاٹ کر لَٹ بنائی گئی ہے، تو ناجائز وگناہ ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے کندھوں سے اوپر بالوں کو کاٹنا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے گناہ ہے اور اگر کاٹے بغیر چہرے پر کچھ بال لَٹ کی صورت میں ڈالے جائیں، تو اگر غیر محرم کے سامنے ہو، تو ناجائز وگناہ ہے کہ اس میں بے پردگی ہے اور غیر محرم کے سامنے بے پردگی کرنا حرام ہے اور اگر صرف محرم کے سامنے ہو اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو، تو جائز اور شوہر کے لیے فی نفسہ جائز ہے اور حکمِ شرعی پر عمل کی نیت سے ہو، تو کارِ ثواب بھی ہے۔

مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء، والمتشبھات من النساء بالرجال“ ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء، جلد2صفحہ874، مطبوعہ کراچی)

اور درمختار اور عقود الدریہ میں ہے، واللفظ للاوّل: ”فیہ (ای المجتبی) قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت فی البزازیۃ ولوباذن الزوج، لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال“ ترجمہ: مجتبی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو

گنہگار وملعونہ ہو گی، بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے ایسا کرے، اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں، اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور عورت کے گنہگار ہونے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ (درمختار، کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی البیع، جلد9، صفحہ670،672، مطبوعہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1340 ھ) لکھتے ہیں: "عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے، تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبّہ ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ543، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کے زینت ظاہر کرنے کے تفصیلی احکام قرآن مجید میں یوں بیان کیے گئے ہیں: ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں (پر)۔ (پارہ 18، سورۃالنور، آیۃ31)

اوپر بیان کردہ آیتِ مبارکہ کے تحت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 710ھ) لکھتے ہیں: "الزينة ما تزينت به المرأة من حلي أو كحل أو خضاب، والمعنى ولا يظهرن مواضع الزينة إذ إظهار عين الزينة وهي الحلي ونحوها مباح فالمراد بها مواضعها ...، ومواضعها الرأس والأذن والعنق والصدر والعضدان والذراع والساق ... إلا ما جرت العادة والجبلة على ظهوره وهو الوجه والكفان والقدمان، ففي سترها حرج بين" ترجمہ: زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے جیسے زیور، سرمہ اور مہندی وغیرہ اور چونکہ محض زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے اس لئے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے ان اعضا کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں، جیسے سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کہنیاں اور پنڈلیاں، البتہ بدن کے وہ اعضا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں، انہیں چھپانے میں چونکہ مشقت واضح ہے، اس لئے ان اعضا کو چھپانا ضروری نہیں۔ (لیکن فی زمانہ چہرہ چھپایا جائے گا)۔
(تفسیر مدارک التنزیل، تحت هذه الآية، جلد2، صفحہ500، مطبوعہ لاہور)

عورت کے چہرے اور ہاتھ، پاؤں کی ہتھیلیوں کے علاوہ بالوں سمیت پورا جسم ستر ہے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں

ہے: ”عن عائشة رضي الله عنها، أن أسماء بنت أبي بكر، دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها ثياب رقاق، فأعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: "يا أسماء، إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا" وأشار إلى وجهه وكفيه“ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، تو ان پر باریک کپڑا تھا(یعنی ایسا کپڑا تھا جس سے بال وغیرہ نظر آ رہے تھے)، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرما لیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! بے شک عورت جب حیض کو پہنچ جائے(یعنی بالغ ہو جائے)، تو ہر گز درست نہیں ہے کہ اس عورت کا اِس حصے اور اِس حصے کے علاوہ کچھ دکھائی دے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔(سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المراۃ من زینتھا، جلد2، صفحہ 212، مطبوعہ لاھور)

عورت کے بال ستر میں شامل ہونے کے متعلق تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: ”(وللحرۃ جمیع بدنھا) حتی شعرھا النازل فی الاصح (خلا الوجہ والکفین والقدمین)... (وتمنع) المرأۃ الشابۃ (من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ)“ ترجمہ: چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ، آزاد عورت کا تمام بدن، حتی کہ لٹکے ہوئے بال بھی ستر میں شامل ہیں اور (فی زمانہ) فتنے کے خوف کی وجہ سے جوان عورت کو مردوں کے سامنے اپنا چہرہ ظاہر کرنے سے بھی منع کیا جائے گا۔(درمختار مع ردالمحتار، باب شروط الصلاۃ، جلد2، مطلب فی ستر العورۃ، صفحہ 95، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت کا اپنے محرم کے سامنے بال وغیرہ ستر کے اعضا کو ظاہر کرنے کی شرط بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: ”إن أمن شھوتہ وشھوتھا أیضا وإلا لا“ ترجمہ: اگر مرد و عورت کو اپنی شہوت سے امن ہو، تو دیکھنا جائز ہے، ورنہ ہر گز جائز نہیں۔(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر، جلد9، صفحہ 605، مطبوعہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد6، صفحہ 509، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

عورت کا شوہر کے لیے زینت کرنے کی فضیلت کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: ”عن أبي هريرة قال: قيل: يا رسول الله، أي النساء خير؟ قال: التي تسره إذا نظر، وتطيعه إذا أمر، ولا تخالفه فيما يكره في نفسها وماله“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! عورتوں میں سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کہ شوہر اس کو دیکھے، تو وہ (اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے) اس کا دل خوش کردے اور اگر شوہر کسی بات کا حکم دے، تو اس کی اطاعت کرے اور اپنی ذات اور شوہر کے مال میں جو چیزیں اس کو ناپسند ہوں اس کی مخالفت نہ کرے۔ (مسند احمد، ابو هريرة، جلد 12، صفحه 383، مطبوعه مؤسسة الرسالة)

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا (زیور) پہننا، بناؤ سنگار کرنا، باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 126، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا خوشبو لگانا کیسا ہے؟

مجیب: فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-514

تاریخ اجراء: 27صفر المظفر1444ھ /24ستمبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا عورت خوشبو لگا سکتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت خوشبو لگا سکتی ہے، لیکن عورت کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے جس کی مہک پوشیدہ ہو، حتی کہ اگر عورت اجنبی نا محرم کی موجودگی میں مہک والی خوشبو لگائے گی تو گناہ گار ہو گی لہٰذا جب عورت کو اجنبی نا محرم کے پاس سے گزرنے والی صورت کا سامنا ہو مثلاً گھر سے باہر جانا ہو تو خوشبو کے حوالے سے احتیاط ضروری ہے، البتہ عورت شوہر کی موجودگی میں کسی بھی قسم کی خوشبو لگا سکتی ہے، جبکہ اجنبی نا محرم تک خوشبو کی مہک نہ جائے۔

حدیث پاک میں ہے:"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کل عین زانیۃ فالمرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیۃ"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آنکھ زانی ہے تو جب عورت خوشبو لگائے اور کسی مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔(جامع الترمذی، جلد2، صفحہ107، مطبوعہ: کراچی)

علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک کے اس حصہ "یعنی زانیۃ" کے تحت فرمایا:"لانھا قد ھیجت شھوۃ الرجال بعطرھا وحملتھم علی النظر الیھا فقد زنی بعینہ ویحصل لھا اثم بان حملتہ علی النظر الیھا وشوشت قلبہ فاذا ھی سبب زناہ بالعین فتکون ھی ایضا زانیۃ"یعنی کیونکہ اس عورت نے اپنی خوشبو کے ذریعے مردوں کی شہوت کو ابھارا اور ان کو اپنی طرف دیکھنے پر مائل کیا تو مرد نے اپنی آنکھوں سے زنا کیا، اور وہ عورت گناہ گار ہوئی اس طرح سے کہ اس نے اسے اپنی طرف دیکھنے پر ابھارا اور اس کے دل میں

ہیجان پیدا کیا تو یہ اس مرد کی آنکھوں کے زنا کا سبب بنی تو وہ عورت بھی یوں زانیہ ہوئی۔(مرقاۃ المفاتیح جلد3 صفحہ58 مطبوعہ: ملتان)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:"طیب الرجال ما ظھر ریحہ وخفی لونہ وطیب النساء ما ظھر لونہ وخفی ریحہ"یعنی مردوں کی خوشبو وہ ہے کہ جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے کہ جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک پوشیدہ ہو ۔(جامع الترمذی، جلد2، صفحہ107، مطبوعہ: کراچی)

مرقاۃ المفاتیح میں علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ نے"وطیب النساء"کے تحت فرمایا:"علی ما اذا ارادت ان تخرج فاما اذا کانت عند زوجھا فلتتطیب بما شاءت"یعنی عورت کی خوشبو میں مہک نہ ہونے کا حکم اس صورت میں ہے جب وہ گھر سے باہر جائے، لیکن جب اپنے شوہر کے پاس ہو تو جیسی مرضی خوشبو لگا سکتی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح جلد8 صفحہ299 مطبوعہ: ملتان)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:"خیال رہے کہ عورت مہک والی چیز استعمال کر کے باہر نہ جائے اپنے خاوند کے پاس خوشبو مل سکتی ہے یہاں کوئی پابندی نہیں۔"(مرآۃ المناجیح، جلد6، صفحہ160، ضیاء القرآن، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا سر کے بال کٹوانے کا کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 30

تاریخ اجراء: 08شوال المکرم1433ھ/27اگست2012ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کو سر کے بال کٹوانا، جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کہاں تک بال کٹوا سکتیں ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بلاعذر شرعی عورتوں کے لئے اتنے بال کاٹنا کہ مردوں سے مشابہت ہو حرام ہے اسی طرح فیشن کے طور پر اتنے بال کاٹنا جس سے فاسقات عورتوں سے مشابہت ہو منع ہے، اس کے علاوہ معمولی سے بال کاٹنے میں حرج نہیں۔

بخاری شریف میں ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشابھات من النساء بالرجال" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت رکھنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری، ج2، ص398، مطبوعہ لاھور)

مذکورہ حدیث شریف کے تحت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: "قال الطبرانی المعنی لا یجوز للرجال التشبہ بالنساء فی اللباس والزینۃ التی تختص بالنساء ولا العکس" یعنی امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مردوں کے لئے عورتوں کے ساتھ لباس اور زینت جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوں، اس میں تشبیہ جائز نہیں اور اسی طرح اس کے برعکس عورتوں کے لئے مردوں سے ان کے لباس اور زینت جو ان کے ساتھ خاص ہے اس میں تشبیہ ناجائز ہے۔" (فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج10، ص408، مطبوعہ کراچی)

درمختار میں ہے: "قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ" ترجمہ: کسی عورت نے اپنے سر کے بال کاٹے تو وہ گنہگار اور ملعونہ ہے اور اس میں معنی مؤثر تشبہ ہے۔ (درمختار وردالمحتار، ج9، ص671، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں در مختار کی مذکورہ عبارت کے تحت ہے:"ای:العلة المؤثرة فی اثمها التشبه بالرجال فانه لایجوز کالتشبه بالنساء حتی قال فی المجتبی:یکره غزل الرجل علی هیأة غزل النساء"ترجمہ: عورت کے گنہگار ہونے میں علتِ مؤثرہ مردوں سے مشابہت ہے اور مردوں سے مشابہت عورت کو جائز نہیں ہے جیسا کہ مردوں کو عورتوں سے مشابہت جائز نہیں ہے۔یہاں تک کہ مجتبی میں فرمایا:مرد کا عورتوں کی ہیئت پر سوت کاتنا مکروہ ہے۔(ردالمحتار مع درمختار،ج9،ص671،مطبوعه کوئٹه)

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے :"عن ابن عمر قال:قال رسول اللہ:صلی اللہ علیہ وسلم (من تشبه بقوم) :أی من شبه نفسه بالکفار مثلا فی اللباس وغیره،أو بالفساق أو الفجار أو باهل التصوف والصلحاء الأبرار۔(فهو منهم)أی:فی الإثم والخیر"ترجمہ:حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی یعنی جس نے اپنی ذات کو کفار سے تشبیہ دی مثلا لباس وغیرہ میں یافساق یا فجار یا اہل تصوف و صلحاء اور نیک لوگوں کے ساتھ تو وہ انہیں میں سے ہے،یعنی :گناہ اور بھلائی میں۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ،ج8،ص222،مطبوعه کوئٹه)

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانے میں نصرانی (عیسائی)عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔شوہر نے اگر ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہو گی کیونکہ شریعت کی نافرمانی میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائیگا۔سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔"(بهارشریعت، حصه16،ص588،مطبوعه مکتبة المدینه، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا کالر والی قمیص پہننا کیسا ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:12

تاریخ اجراء: 06ذوالحجۃالحرام1442ھ/17جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا کالر(Collar)والی قمیص پہننا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

وہ کالر(Collar)جو عورتوں کی قمیصوں پر لگائے جاتے ہیں اور اُن کو مخصوص انداز کے مطابق عورتوں کے لیے ہی تیار کیا جاتا ہے اور ایسی کالر والی قمیص مردانہ قمیص کے مشابہ نہیں ہوتی، تو اِس طرح کے کالر والی قمیص عورت کو پہننا جائز ہے، کہ یہ عورتوں کا ہی لباس ہے، جو اُن کے لیے جائز ہے، نیز اِس میں مُمانعت کی وجہ یعنی مردوں سے مشابہت بھی نہیں پائی جارہی، البتہ وہ کالر جو مردوں کی قمیصوں یا شرٹس(Shirts)پر لگائے جاتے ہیں اور وہ مردوں کے ساتھ ہی خاص ہوتے ہیں اور عورتوں کی قمیصوں پر لگنا معروف نہیں ہے۔ ایسا کالر لگی ہوئی قمیص، عورت کو پہننا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے کہ اِس میں مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور عورت کا لباس وغیرہ میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے:"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ، والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل"ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں کی ہیئت والا لباس پہنے، لعنت فرمائی ہے۔(سنن ابی داؤد، جلد2، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، صفحہ 212، مطبوعہ لاھور)

مزید ایک حدیث مبارک میں ہے:"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء"ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔(سنن ابی داؤد، جلد2، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، صفحہ212، مطبوعہ لاھور)

اِس حدیث مبارک کی شَرح میں ابن الملک علامہ کِرمانی حنفی رحِمہ اللہ لکھتے ہیں: ”وھي التي تشبه نفسها بالرجال في الكلام واللباس“ ترجمہ: ”رَجُلۃ“ وہ عورت کہ جو خود کو بول چال اور لباس میں مردوں کے مشابہ کرے۔ (شرح مصابیح السنۃ لابن الملک، جلد5، صفحہ72، مطبوعہ ادارۃ الثقافۃ الاسلامیۃ)

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحمۃ اللہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس، وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام، نہ کہ خاص صورت و بدن میں۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد22، صفحہ664، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: ”يحرم تشبه النساء بالرجال في زيهن فلا يجوز للمرأة أن تلبس لباسا خاصا بالرجال“ ترجمہ: عورتوں کو اپنی وضع قطع میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، لہذا عورت کا ایسا لباس زیبِ تن کرنا کہ جو مردوں کے ساتھ خاص ہو، ناجائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، جلد35، صفحہ192، مطبوعہ وزارتِ اوقاف، کویت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا مردانہ طرز کی انگوٹھی پہننا

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 49

تاریخ اجراء: 12 محرم الحرام 1443ھ/21 اگست 2021ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورت کو مردانہ طرز کی یعنی ایسی انگوٹھی پہننا کیسا ہے، جو فقط مرد حضرات ہی پہنتے ہوں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کے لئے چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے کم، مردانہ ہیئت کی، ایک نگ والی، ایک انگوٹھی پہننا جائز ہے اور مردانہ طرز کی وہ انگوٹھی جو مردوں کے ساتھ خاص ہو، اسے عورتیں نہ پہنتی ہوں، کسی عورت کا ایسی انگوٹھی پہننا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور اگر پہننی ہو، تو ایسی تبدیلی کر کے پہن سکتی ہے، جس سے مردوں سے مشابہت باقی نہ رہے۔

مرد کے لئے چاندی کی مردانہ ہیئت کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: "(ویجوز للنساء التحلي بالذهب والفضة لا للرجال الا الخاتم) علی هیئة خاتم الرجال" ترجمہ: عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کے زیورات پہننا جائز ہے، مردوں کے لئے جائز نہیں، مگر (چاندی کی) مردانہ ہیئت کی انگوٹھی پہننا جائز ہے"۔ (مجمع الانھر، کتاب الکراھیۃ، فصل فی اللبس، جلد4، صفحہ196، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ544، رضا فاونڈیشن، لاھور)

مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کے متعلق بخاری شریف میں ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد2، صفحہ874، مطبوعہ کراچی)

اس حدیثِ پاک کے تحت شرح صحیح بخاری لابن بطال میں ہے: "لا یجوز للرجال التشبه بالنساء فی اللباس والزینة التی هی للنساء خاصة، ولا یجوز للنساء التشبه بالرجال فیما کان ذلك للرجال خاصة"
ترجمہ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ انکے لباس اور ان کی خاص زینت میں مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں، اسی طرح عورتوں کو مردوں کی خاص زینت میں ان کی مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں۔(شرح صحیح بخاری لابن بطال، جلد9، صفحہ 140، مطبوعہ ریاض)

سنن ابو داؤد میں حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: "قیل لعائشة رضي اللہ عنها: إن امرأة تلبس النعل، فقالت: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الرجلة من النساء" ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانہ جوتا پہننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(سنن ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، جلد4، صفحہ 105، دار الکتاب العربی، بیروت)

اس حدیث میں لفظ الرجلة کے تحت فیض القدیر میں یہ ہے: "تتشبه بالرجال في زيهم او مشيهم او رفع صوتهم او غير ذلك" ترجمہ: جو عورت مردوں سے ان کی وضع، چلنے، آواز بلند کرنے وغیرہ میں مشابہت اختیار کرے۔(فیض القدیر، حرف اللام، جلد5، صفحہ 343، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت وبدن میں۔(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ 664، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر مردوں عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے پر وعیدات اور مختلف مسائل ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: "چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے، تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔ شیخِ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: "زنان را تشبّہ برجال مکروہ است تا آنکہ انگشتری نقرہ زنان را مکروہ است واگر بکنند باید کہ رنگ کنند بزعفران ومانند آں" عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنی مکروہ ہے اور اس کا لحاظ اس حد تک ہے کہ عورتوں کو چاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے، اگر کبھی اتفاقاً پہننی پڑے، تو اسے زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔"

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا مردانہ لباس، سویٹر پہننا کیسا؟

مجیب: ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 88

تاریخ اجراء: 14 ربیع الآخر 1439ھ/02 جنوری 2018ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گھر میں عام طور پر خواتین سردی کے وقت جو بھی سویٹر ہاتھ میں آئے پہن لیتی ہیں اور عموماً مردوں کے ہی سویٹر میسر آتے ہیں، تو کیا عورتوں کو ایسے سویٹر پہننا جائز ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کو مردانہ لباس یا جوتے پہننا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ اسے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت ہے اور ایسی عورتوں پر لعنت ہوتی ہے، لٰہذا مردانہ سویٹر پہننا بھی جائز نہیں ہے، اگرچہ گھر کی چار دیواری میں ہی پہنتی ہو۔

سنن ابو داؤد میں ہے: "عن ابن أبي مليكة قال قيل لعائشة رضي اللہ عنها إن امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم الرجلة من النساء" ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانہ جوتا پہننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، جلد 4، صفحہ 105، دار الکتاب العربی، بیروت)

اس میں لفظ الرجلة کی تشریح کو فیض القدیر میں یوں بیان کیا گیا ہے: "تتشبه بالرجال في زيهم أو مشيهم أو رفع صوتهم أو غير ذلك" ترجمہ: جو عورت مردوں سے ان کی وضع، چلنے، آواز بلند کرنے وغیرہ میں مشابہت اختیار کرے۔ (فیض القدیر، حرف اللام، جلد 5، صفحہ 343، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت وبدن میں۔'' (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ664، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا: ''ایڑی والی جوتی یعنی مثل جوتی مردوں کے عورت پہن لے تو درست ہے یا نہیں؟ مردانی جوتی عورت نمازی کے واسطے پاؤں کو ناپاکی سے بچانے کے لیے بہت خوب ہے۔ خیر جیسا شریعت میں حکم ہو۔''

آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء'' رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما۔ (ترجمہ:) اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں۔ اسے ائمہ کرام مثلا: امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المراۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل'' رواہ ابوداؤد والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بسند صحیح۔ (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ اس مرد پر لعنت کرے جو عورت جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت کرے جو مرد جیسا لباس پہنے۔ ابوداؤد اور حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔'' (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ173، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا کندھے سے اوپر تک بال کٹوانے اور اس کی اجرت کا حکم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:32

تاریخ اجراء: 20صفرالمظفر1436ھ23دسمبر2014ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

1۔عورتوں کا بال کندھوں سے اوپر تک کٹوانا کہ مردوں سے مشابہ ہو جائیں، شرعاً کیسا ہے؟

2۔کسی عورت کا اس طرح بال کاٹنے کی اجرت لینا(کہ عورت کے بالوں کی مردوں سے مشابہت ہو جائے)شرعاً کیسا؟ جیسا کہ آج کل بیوٹی پارلر میں ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1۔عورتوں کا سر کے بال اس طرح کٹوانا کہ مردوں سے مشابہت ہو، ناجائز وحرام ہے۔

عورتوں کا مردوں سے یا مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے اور حدیث مبارک میں ایسوں پر لعنت کی گئی ہے۔چنانچہ بخاری شریف میں ہے:"لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال"ترجمہ:نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔(صحیح بخاری، جلد2،ص874،مطبوعہ کراچی)

درمختار میں ہے:"قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت، زاد فی البزازیۃ ولو باذن الزوج لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال" ترجمہ:عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار ہوئی اور اس پر لعنت ہے۔بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے بال کاٹے(پھر بھی ناجائز ہے)اس لیے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی اطاعت نہیں اسی لیے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور عورتوں کے لیے بال کاٹنے کے حرام ہونے کی علت مردوں کی وضع بنانی ہے۔(درمختار مع ردالمحتار، جلد9،ص671، مطبوعہ پشاور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو کمان لٹکائے ملاحظہ فرمایا ،ارشاد فرمایا” اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں سے تشبہ کریں“ حالانکہ جوتا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور کمان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ جزو بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہوگی۔“ (فتاوی رضویہ، جلد6، ص610,611، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

2۔ عورت کے سر کے بال اس طرح کاٹنے کی اجرت لینا بھی ناجائز ہے کہ فعل حرام کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے، چنانچہ بحر الرائق میں ہے: ”ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاھی “ترجمہ: گانے باجے، نوحہ کرنے اور لہو ولعب پر اجارہ جائز نہیں۔ (البحر الرائق، جلد8، ص35، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو، تو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز۔“ (فتاوی رضویہ، جلد23، ص507، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی کو اجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی یہ مزدوری دی جائے گی، گانے بجانے کے لیے اجیر کیا کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اس کی یہ اجرت دی جائے گی، ملاہی یعنی لہو ولعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے ان صورتوں میں اجرت لینا بھی حرام ہے۔“ (بہار شریعت، جلد3، ص144، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کہاں تک زینت اختیار کرسکتی ہے؟

مجیب: ابو احمد محمد انس رضا عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ھاشم خان عطاری

فتوی نمبر: 76

تاریخ اجراء: 24 رمضان المبارک 1433ھ 13 اگست 2012ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(1) عورت صرف اور صرف اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرتے ہوئے کبھی کندھوں سے نیچے اور کبھی کندھوں سے اوپر بال کٹواتی ہے، یہ جائز ہے یاناجائز ہے؟

(2) عورت کااپنے شوہر کے لئے کہاں تک میک اپ کرنے کی اجازت ہے؟

(3) غیر شادی شدہ نوجوان عورت کو کہاں تک زینت کی اجازت ہے؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) کندھوں سے اوپر بال کٹواناناجائزوحرام ہے کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے توملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔درمختار میں ہے: "قطعت شعر رأسها اثمت ولعنت والمعنى المؤثر التشبہ بالرجال "کسی عورت نے سر کے بال کترڈالے تووہ گنہگار ہوئی۔ نیزاللہ تعالٰی کی اس پر لعنت برسی اوراس میں جوعلت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے "تشبہ" ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ543، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اگر شوہراس پرراضی ہوتووہ بھی گنہگار ہے۔درمختار میں ہے "فیہ (ای المجتبی) قطعت شعر راسہا اثمت ولعنت فی البزازیۃ ولوباذن الزوج لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی الموثر التشبہ بالرجال "یعنی مجتبٰی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار وملعونہ ہوجائے گی۔ بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے،اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔اسی لئے مرد پرداڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی ہے۔(یعنی عورت کوموئے سر تراشنے کی

حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشنی حرام ہونے کی علت کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز ہیں۔)(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد6، صفحہ407، دارالفکر، بیروت)

امام احمد ودارمی وامام بخاری وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وطبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راویت کرتے ہیں "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبہین من الرجال بالنساء، والمتشبہات من النساء بالرجال "ترجمہ: لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء۔۔الخ، جلد7، صفحہ159، دارطوق النجاۃ، مصر)

(2) عورت کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا جبکہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے حلال اشیاء سے کرے، جائز و مستحب ہے۔امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کرکے دلھن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انھیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں اور دلھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے۔"(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ126، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(3) کنواری لڑکی بھی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے حلال اشیاء سے میک اپ وغیرہ کرسکتی ہے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ انکی منگنیاں آتی ہیں، یہ بھی سنت ہے ۔۔۔بلکہ عورت کا باوصفِ قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے۔۔۔ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کو بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں: کچھ نہ پائے تو ایک ڈوراہی گلے میں باندھ لے۔ "
(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ126تا128، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

یادرہے کہ عورتوں کا بھنویں تراشوانا جائز نہیں ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے لیے سونے کے تار سے بنا لباس پہننے کا حکم

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13260

تاریخ اجراء: 19 رجب المرجب 1445ھ / 31 جنوری 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جس کپڑے پر سونے کے تار کا کام ہوا ہو، وہ کپڑا عورت کے لئے پہننا جائز ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

کپڑے پر سونے کا کام زیور میں داخل ہے اور عورت کے لئے سونا و چاندی بطورِ زیور استعمال کرنا مطلقاً جائز ہے، لہٰذا جس کپڑے پر سونے کے تار کا کام ہوا ہو، تو اس کپڑے کا استعمال عورت کے لئے بلاشبہ جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "أن الحلي كما في القاموس ما يتزين به، ولا شك أن الثوب المنسوج بالذهب حلي "یعنی زیور وہ ہے جس سے زیب و زینت کی جائے جیسا کہ قاموس میں ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سونے کے تاروں سے بُنا گیا کپڑا زیور ہی ہے۔ (ردالمحتار، جلد 9، صفحہ 582، مطبوعہ: بیروت)

حاشیۃ طحطاوی میں ھندیہ جبکہ ردالمحتار میں قنیہ سے ہے: "لا بأس بالعلم المنسوج بالذهب للنساء فأما للرجال فقدر أربع أصابع وما فوقه يكره "یعنی اگر سونے کے تاروں سے کپڑے پر نقش و نگار بنائے جائیں تو عورتوں کے لئے اس کے استعمال کرنے میں کچھ حرج نہیں لیکن مردوں کے استعمال کے لئے (شرط یہ ہے کہ) اس کی مقدار چار انگل ہو اور اس سے زائد مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، جلد 9، صفحہ 582، مطبوعہ: بیروت)

امامِ اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سونے چاندی خواہ کلابتوں کے بٹن یا آنچل پلوؤں پر رو پہلے سنہرے کلابتوں یا کامدانی کا کام حلی سے مشابہ نہیں بلکہ خود حلی ہیں" (فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 122-123، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عورتوں کے لئے ریشم اور سونا، چاندی پہننا جائز ہے، ان کے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے گوٹے لچکے اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں، جائز ہیں اور مغرق اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لئے ہے، عورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے“ (بہارِ شریعت، جلد3، صفحہ 412۔413، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کان چھیدنے کی رسم کہاں سے چلی ہے؟

فتوی نمبر: WAT-802

تاریخ اجراء: 12شوال المکرم1443ھ /14مئی2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کان چھیدنے کی اصل کیا ہے، یہ رسم کہاں سے چلی ہے؟؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

ایک بار حضرت سارہ و حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ چپقلش ہو گئی اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے یہ قسم کھائی کہ اگر مجھے قابو ملا، تو میں ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس بھیجا کہ ان میں صلح کروادیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے درمیان صلح کروادی، تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ماحیلۃ یمینی؟ یعنی میری قسم کا کیا حیلہ ہو گا؟ تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر وحی ہوئی کہ سارہ (رضی اللہ عنہا) کو حکم دیں کہ وہ ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کے کان چھید دیں، ان کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدنے کا رواج ہے۔ چنانچہ غمز عیون البصائر میں ہے "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه قال وقعت وحشة بين هاجر وسارة فحلفت سارة إن ظفرت بها قطعت عضوا منها فأرسل الله تعالى جبرائيل عليه السلام إلى إبراهيم عليه السلام أن يصلح بينهما فقالت سارة ما حيلة يميني فأوحى الله تعالى إلى إبراهيم عليه السلام أن يأمر سارة أن تثقب أذني هاجر فمن ثم ثقوب الآذان كذا في التتارخانية"

(غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر، ج4، ص220، دار الكتب العلمية، بيروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

کیا عورت مرد کی چپل پہننے سے گناہ گار ہوگی؟

مجیب: ابوالحسن جمیل احمد غوری العطاری

فتوی نمبر: Web-569

تاریخ اجراء: 10ربیع الاول1444ھ/07اکتوبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کوئی عورت مرد کی چپل پہنے تو کیا اس میں گناہ ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے لئے مردانہ جوتا جو مردوں کے لئے ہی مخصوص ہو، پہننا یونہی مردوں کے لئے زنانہ جوتا جو عورتوں کے لئے مخصوص ہو، پہننا جائز نہیں ہے، احادیث مبارکہ میں اس طرح کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ فتاوی رضویہ میں امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ ایڑی والی جوتی یعنی مثل جوتی مردوں کے عورت پہن لے تو درست ہے یا نہیں؟ باسند بحوالہ کتاب ارشاد فرمائیں۔

اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ناجائز (ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء، رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما۔ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔ (ائمہ کرام مثلاً امام احمد بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔)۔۔۔ بلکہ بحمد اللہ تعالٰی خاص اس جزئیہ میں حدیث حسن وارد، سنن ابوداؤد میں ہے: قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء۔ یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی مردانی عورتوں پر۔ (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ173، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُالطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وَضع اختیار کرنے (یعنی نقالی کرنے) سے مُمانَعَت ہے، نہ مرد عورت کی وَضع (طرز) اختیار کرے، نہ عورت مرد کی۔ (بہارِ شریعت، حصّہ 16، صفحہ 65، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا کریم وغیرہ کے ذریعے رنگ گورا کرنا یا میک اپ کے ذریعے اصل چہرہ بدل دینا مثلہ ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 25

تاریخ اجراء: 29ذوالحجۃالحرام1442ھ09اگست2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

(1)عورت کا چہرے پر بہت زیادہ میک اپ کرنا کیسا کہ جس سے اصلی چہرہ ہی تبدیل ہو جائے، کیا یہ مُثلہ ہے؟

(2)رنگ گورا کرنے کے لئے عورت کا چہرے وغیرہ پر کوئی دوا یا کریم استعمال کرنا کیسا، کیا یہ بھی مُثلہ ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1)عورت کا پاک چیزوں سے میک اپ کرنا فی نفسہ تو شرعاً جائز ہے، کہ یہ زینت کا ایک ذریعہ ہے اور عورت کا شریعت کے دائرے میں رہ کر زینت حاصل کرنا، جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں ثواب ہے، جیسے اگر بیوی شوہر کے لئے میک اپ وغیرہ کرے، تو مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔ عورت کو زینت اختیار کرنے، بالخصوص شوہر کے لئے سجنے، سنورنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ یونہی شادی کے موقع پر دلہن کو سجانا بھی سنت قدیمہ اور متعدد روایات سے ثابت ہے۔ لہذا عورت کسی بھی جائز ذریعہ سے زینت حاصل کرنا چاہے، تو کر سکتی ہے۔

اور جہاں تک میک اپ سے اصل چہرہ تبدیل ہو جانے کا معاملہ ہے، تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر میک اپ کی وجہ سے اصل چہرہ تو تبدیل ہو جائے، لیکن وہ "Beauty makeup" یعنی ایسا میک اپ ہو کہ جس کی وجہ سے چہرہ خوبصورت دکھائی دے اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے، تو یہ بھی ناجائز و گناہ نہیں اور اسے مُثلہ بھی نہیں کہہ سکتے، کیونکہ مُثلہ بدن میں تبدیلی کر کے اسے کاٹنے، بگاڑنے یا بد نُما کر دینے کو کہتے ہیں، خواہ وہ اعضاء کاٹ کر ہو یا چہرہ پر سیاہی یا کوئی اور چیز مل کر ہو اور یہ حرام و گناہ اور شیطانی کام ہے، جبکہ "Beauty makeup" کی وجہ سے چہرے میں بگاڑ اور بد نمائی پیدا نہیں ہوتی، بلکہ چہرہ خوبصورت دکھائی دیتا ہے، لہذا یہ مثلہ نہیں۔

البتہ اگر عورت اس طرح میک اپ کرتی ہے کہ جس کی وجہ سے چہرہ واقعی بگڑا ہوا اور بد نُماد کھائی دے جیسے "Horror makeup، Zombie makeup، Fx makeup، Scary makeup اور Halloween makeup" وغیرہ میں ہوتا ہے کہ اس میں دوسروں کی خاص توجہ حاصل کرنے کے لئے عجیب و غریب انداز سے میک اَپ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے چہرہ واقعی بگڑا ہوا، بد نما اور ڈراؤنا ساد کھائی دیتا ہے، تو ایسا میک اپ کرنا ضرور حرام و گناہ اور مثلہ میں داخل ہے۔

(2) رنگ گورا کرنے کے لئے عورت کا چہرے وغیرہ پر دوا یا کریم استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، جبکہ ان میں کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہ ہو، کیونکہ یہ بھی زینت کا ایک ذریعہ ہے اور عورت کسی بھی جائز ذریعہ سے زینت حاصل کر سکتی ہے۔ نیز دوا یا کریم سے رنگ گورا کرنا مُثلہ میں داخل نہیں، کیونکہ اوپر بیان ہو چکا کہ مُثلہ بدن میں تبدیلی کر کے اسے کاٹنے، بگاڑنے یا بد نُما کر دینے کو کہتے ہیں، جبکہ رنگ گورا کرنے والی دوا یا کریم استعمال کرنے کے بعد چہرے میں بگاڑ اور بد نمائی پیدا نہیں ہوتی، بلکہ چہرے میں نکھار اور خوبصورتی نظر آتی ہے، لہذا یہ مثلہ نہیں۔

دونوں جوابات کے جزئیات درج ذیل ہیں:

زینت جائز ہونے کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔۔الخ﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ: کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت، جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی؟ (پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 32)

اس آیت کے تحت تفسیرِ صراط الجنان میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے ہے: "آیت میں لفظِ "زینت" زینت کی تمام اقسام کو شامل ہے، اسی میں لباس اور سونا چاندی بھی داخل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے، وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، جبکہ حلت کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں۔" (تفسیرِ صراط الجنان، تحت ھذہ الآیۃ، ج 3، ص 303، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

حدیثِ پاک میں عورت کو مہندی لگانے کی تاکید ہے اور یہ بھی زینت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، وہ فرماتی ہیں: "ان ھندا ابنة عتبة قالت: یا نبی اللہ! بایعنی، قال: لا ابایعك حتی تغیّري کفیك کانهما کفا سبع" ترجمہ: بیشک ہندہ بنتِ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بیعت کر لیجئے۔ ارشاد فرمایا: میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو اپنی ہتھیلیاں (مہندی

کے رنگ سے) تبدیل نہ کرلے، (مہندی کے بغیر تو) گویا یہ کسی درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء، ج2، ص220، مطبوعہ لاھور)

جو عورت شوہر کو خوش کرنے کے لئے بناؤ سنگار کرے، وہ بہترین عورت ہے۔ چنانچہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: "قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایّ النساء خیر؟ قال: التی تسرّہ اذا نظر۔۔ الخ" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کہ جب شوہر اسے دیکھے تو وہ شوہر کو (اپنے اخلاق و محبت اور بناؤ سنگار وغیرہ سے) خوش کردے۔ (سننِ نسائی، کتاب النکاح، باب ای النساء خیر، ج2، ص71، مطبوعہ لاھور)

شادی کے موقع پر دلہن کو سجانا کئی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی، وہ فرماتی ہیں: "انا قینت عائشۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ادخلتہا علیہ" ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رخصتی کے وقت ان کا بناؤ سنگار کیا، یہاں تک کہ میں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج23، ص126، مطبوعہ قاھرہ)

اسی طرح حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا خود اپنی رخصتی کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں: "لما قدمنا المدینۃ جاءنی نسوۃ وانا العب علی ارجوحۃ وانا مجمۃ فذھبن بی، فھیاننی وصنعننی، ثم اتین بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ الخ" ترجمہ: جب ہم مدینہ منورہ آئے، تو میرے پاس چند عورتیں آئیں، اس وقت میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے بال بہت گھنے تھے، وہ مجھے لے گئیں، مجھے بنایا سنوارا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الارجوحۃ، ج2، ص333، مطبوعہ لاھور)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔۔ بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔۔ اور دلھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے، بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا، کہ انکی منگنیاں آئیں، یہ بھی سنت ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص126، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

عورت کا رنگ گورا کرنے کے لئے کوئی دوا یا کریم استعمال کرنا، جائز ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے چہرے کے نکھار میں اضافہ کرنے کے لئے "ایلوا" نامی چیز استعمال کرتی تھیں۔ "ایلوا" ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہوتا ہے، جو چہرے پر لگانے سے اسے نکھارتا اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔ زینت کے لئے عورتوں میں

اس کا استعمال معروف تھا، اسی لئے حدیث میں وفات کی عدت گزارنے والی ایک خاتون کو چہرے پر "ایلوا" لگانے کی ممانعت کا حکم بتایا گیا، البتہ ضرورت کے تحت اسے بھی رات کو لگانے کی اجازت دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت والی شرعی رکاوٹ نہ ہو، تو خواتین کو زینت حاصل کرنے کے لئے ایلوا یا اس کے علاوہ کوئی اور دوا یا کریم کے استعمال کی اجازت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی ابو سلمة وقد جعلت علی عینی صبرا، فقال: ماھذا یا ام سلمة؟ فقلت: انما ھو صبر یا رسول اللہ! لیس فیه طیب، قال: انه یشب الوجه فلا تجعلیه الا باللیل وتنزعینه بالنهار" ترجمہ: جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال ہو چکا تھا (اور میں ان کی عدت میں تھی) تو میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں نے اپنے چہرے پر ایلوا لگا رکھا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایلوا ہے، جس میں خوشبو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چہرے کو نکھارتا ہے، پس اسے نہ لگاؤ، مگر (ضرورتاً لگانا پڑے) تو رات کو لگاؤ اور دن کو اتار لو۔
(سنن ابی داؤد، ج2، ص292، الرقم 2305، مطبوعہ بیروت)

اس حدیثِ پاک کے تحت مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "قال: ماھذا ای: التلطخ؟ وانت في العدة یا ام سلمة! قلت: انما ھو صبر لیس فیه طیب ای: عطر، فقال: انه۔۔یشب ای: یوقد الوجه ویزید في لون و علل المنع به، لان فیه تزیینا للوجه وتحسینا له" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لیپ کس چیز کا ہے؟ حالانکہ تو عدت میں ہے اے امِ سلمہ! میں نے کہا: یہ ایلوا ہے، اس میں خوشبو نہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چہرے کو نکھارتا ہے اور چہرے کی رنگت میں اضافہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی وجہ یہی بیان فرمائی، کیونکہ اس میں چہرے کو زینت دینا اور اسے خوبصورت بنانا ہے (حالانکہ معتدہ کو ان چیزوں کی ممانعت ہے)۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب العدۃ، ج6، ص458 تا 459، مطبوعہ کوئٹہ)

چہرے پر مختلف دوائیوں کا استعمال کرنے کے بارے میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: "ولا یمنع من الادویة التي تزیل الکلف وتحسن الوجه" ترجمہ: اور ان دوائیوں کا استعمال منع نہیں، جو جھائیاں (چہرے کے سیاہ داغ) ختم کرتی ہیں اور چہرے کو خوبصورت بناتی ہیں۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب فضائل القران، ج14، ص179، مطبوعہ ملتان)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دلہا، دلہن کے جسم پر اُبٹن (ایک خوشبودار مسالہ جس سے جسم صاف، خوشبودار اور ملائم ہو جاتا ہے) ملنے کے بارے میں سوال ہوا، تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: "اُبٹن ملنا جائز ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص245، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مثلہ اللہ پاک کی پیدا کی ہوئی چیز میں خلاف شرع تبدیلی کرنا ہے، جو حرام و گناہ اور شیطانی کام ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ہے: ﴿وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: (شیطان نے کہا) قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے **اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے**۔ (پ5، س النساء، آیت119)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مثلہ کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "وقال ابن الانباری رحمہ اللہ:۔۔وھو تغییر تبقی الصورۃ معہ قبیحۃ وھو من قولھم "مثّل فلان بفلان" اذا قبح صورتہ اما بقطع اذنہ او انفہ او سمل عینیہ او بقر بطنہ، فھذا ھو الاصل" ترجمہ: اور ابنِ انباری رحمہ اللہ نے فرمایا:۔۔ وہ (یعنی مثلہ) اللہ پاک کی بنائی ہوئی چیز میں ایسی تبدیلی ہے جس کے ساتھ صورت بدنما ہو جائے اور یہ اہلِ عرب کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ فلاں نے فلاں کا مثلہ کر دیا (یہ اس وقت بولا جاتا ہے) جب وہ کان یا ناک کاٹنے یا آنکھیں پھوڑنے یا پیٹ پھاڑنے کے سبب اس کی صورت کو بدنما کر دے۔ پس مثلہ کی یہی اصل ہے۔ (تفسیرِ کبیر، ج19، ص11، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

اسی بارے میں البنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "والمثلۃ بضم المیم ما یتمثل منہ فی تبدیل خلقہ وبتغیر ھیئتہ سواء کان بقطع عضو او تسوید وجہ وتغیرہ، ھکذا فسرہ الاکمل اخذہ من الدرایۃ وقال تاج الشریعۃ: المثلۃ ما یتمثل فیہ فی القبح، قال الاترازی نحوہ وزاد: واصلھا قطع الاعضاء ویرید الوجہ، قلت: المثلۃ: اسم لمصدر المثل بفتح المیم وسکون الثاء، یقال مثلت بالحیوان امثل مثلاً: اذا قطعت اطرافہ وشوھت بہ ومثلت بالعبد اذا جدعت انفہ او اذنہ او مذاکیرہ او شیئاً من اطرافہ"

ترجمہ: اور مُثلہ میم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے، جو کسی کی فطرت کو تبدیل کرنے اور اس کی ہیئت کو بدلنے کی صورت میں کیا جاتا ہے، اب برابر ہے کہ یہ کسی عضو کو کاٹنے کے سبب ہو یا چہرے کو سیاہ اور اسے تبدیل کرنے کے سبب ہو۔ ایسے ہی اکمل نے درایہ سے نقل کرتے ہوئے تفسیر بیان کی ہے اور تاج الشریعہ نے فرمایا: مثلہ وہ ہے جو بدنمائی کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اترازی نے اسی کی مثل بیان کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ کیے کہ مثلہ کی اصل اعضاء کاٹنا

ہے اور وہ اس سے مراد چہرہ لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مثلہ مثل مصدر (جو میم کے فتحہ یعنی زبر اور ثاء کے سکون کے ساتھ ہے، اس) کا اسم ہے، کہا جاتا ہے کہ میں نے حیوان کا مثلہ کیا (یہ اس وقت بولا جاتا ہے) جب اس کے اعضاء کاٹ دیے جائیں اور اسے بدشکل بنا دیا جائے اور (کہا جاتا ہے کہ) میں نے غلام کا مثلہ کیا جب اس کی ناک یا کان یا شرمگاہ یا دیگر اعضا میں سے کوئی چیز کاٹ دی جائے۔(البنایہ شرح ھدایہ، ج1، ص527، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”منہ کیچڑ سے سانناصورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مُثلہ اور مُثلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جہاد میں حربی کافروں کو بھی مُثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا، جن کے قتل کا حکم فرمایا، اُن کے بھی مثلہ کی اجازت نہیں دی۔ افسوس اُن مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں، یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض۔“(فتاوی رضویہ، ج3ص667، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد و عورت کے لیے بریسلٹ پہننا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 42

تاریخ اجراء: 18ذوالحجۃ الحرام1442ھ29جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرد و عورت کے لئے کلائی پر بریسلٹ پہننا کیسا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بریسلٹ (breslet) کلائی پر پہننے والے زیور کو کہتے ہیں۔ مارکیٹ میں مرد و عورت ہر دو کے لئے سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں مثلاً لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کے بریسلٹ ملتے ہیں، یونہی دھات کے علاوہ چمڑے، ریگزین، ربڑ اور ڈوریوں پر مشتمل مختلف چیزیں بھی دستیاب ہیں۔ چمڑے اور ریگزین وغیرہ سے بنے پٹوں کو بھی بریسلٹ کہا جاتا ہے، البتہ جو ربڑ اور ڈوریوں سے بنے ہوتے ہیں، انہیں کبھی بریسلٹ کہتے ہیں اور کبھی بینڈ (band)، جیسے رِسٹ بینڈ (wrist band)، فرینڈشپ بینڈ (friendship band) وغیرہ۔

اب پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ عورت کے لئے کسی بھی دھات (مثلاً سونا، چاندی، لوہے، پیتل وغیرہ) یا دھات کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً چمڑے، ریگزین، ڈوریوں اور ربڑ وغیرہ کے زنانہ بریسلٹ یا بینڈ پہننا جائز ہے، لیکن ایسے ڈیزائن کے بریسلٹ یا بینڈ جنہیں مرد ہی استعمال کرتے ہیں، عورتیں نہیں پہنتیں، عورت کا انہیں پہننا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہوگا یا کسی ایسی قسم کے بریسلٹ جو فاسقہ فاجرہ عورتوں کی پہچان ہوں، انہیں پہننا بھی ناجائز ہے۔

رہا مردوں کا معاملہ، تو مردوں کے لئے کسی بھی دھات کا بریسلٹ یا دھات کے علاوہ کسی بھی چیز سے بنا ہوا زنانہ بینڈ پہننا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے، البتہ دھات کے علاوہ کسی چیز کا مردانہ بینڈ پہننا فی نفسہ تو جائز ہے، لیکن اس میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ اگر ان میں سے کسی بریسلٹ یا بینڈ پہننے کی وجہ سے فساق کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہو، تو اس کا پہننا منع ہو جائے گا۔

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الحرير والذهب حرام على ذكور امتي وحل لاناثهم" ترجمہ: ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورت کے لئے حلال ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 32، صفحہ 276، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ، بیروت)

عورت کے لئے ریشم، سونے اور چاندی کے زیورات پہننے کے متعلق علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: "واما النساء فيباح لهن لبس الحرير وجميع انواعه وخواتيم الذهب وسائر الحلى منه ومن الفضة" ترجمہ: بہر حال عورتوں کے لئے ہر قسم کا ریشم، سونے کی انگوٹھیاں، اور سونے اور چاندی کے تمام زیورات پہننا مباح ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، جلد 14، صفحہ 32، مطبوعہ بیروت)

عورتوں کے لئے سونے، چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے زیورات پہننے پر فی زمانہ جید علماء نے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: "جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من شبه، فقال له: مالي اجد منك ريح الاصنام، فطرحه، ثم جاء وعليه خاتم من حديد، فقال: مالي ارى عليك حلية اهل النار، فطرحه، فقال: يا رسول الله، من اي شيء اتخذه؟ قال: اتخذه من ورق، ولا تتمه مثقالا" ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: 'کیا بات ہے کہ تم سے بتوں کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی: یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو"۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 228، مکتبہ لاهور)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے، سونے، چاندی، پیتل، لوہے کے چھلّے یا کان میں بالی یا بُندا یا سونے خواہ تانبے، پیتل، لوہے کی انگوٹھی، اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں، اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں"۔
(فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 307، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

بہارِ شریعت میں ہے: ”مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے“۔(بہار شریعت، حصہ 16، صفحہ 426، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کے متعلق بخاری شریف میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے“۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 874، مطبوعہ کراچی)

اس حدیثِ مبارکہ کے تحت شرح صحیح بخاری لابن بطال میں ہے: ”لا یجوز للرجال التشبہ بالنساء فی اللباس والزینۃ التی ھی للنساء خاصۃ، ولا یجوز للنساء التشبہ بالرجال فیما کان ذلك للرجال خاصۃ“ ترجمہ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ انکے لباس اور انکی خاص زینت میں مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اسی طرح عورتوں کو مردوں کی خاص زینت میں انکی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔(شرح صحیح بخاری لابن بطال، جلد 9، صفحہ 140، مطبوعہ ریاض)

فساق کے ساتھ مشابہت کے متعلق صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے، پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے“۔(بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 407، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی مباح کام کے متعلق فرماتے ہیں: ”مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو، تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز (کرنا) ہوگا“۔(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 200، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد و عورت کے لیے پلاٹینم کی انگوٹھی کا حکم

مجیب: ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 48

تاریخ اجراء: 15ذوالحجۃالحرام1439ھ/27اگست2018ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

(1)پلاٹینم کی انگوٹھی مرد کے لئے پہننا کیسا ہے؟

(2)یہی انگوٹھی عورت کے لئے پہننے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1)پلاٹینم چاندی جیسی ایک سفید، بھورے رنگ والی قیمتی دھات ہے۔

اردو لغت میں ہے" پلاٹینم: چاندی جیسی سفید لیکن بھورے رنگ کی آمیزش لیے ایک بیش قیمت دھات۔"(اردو لغت، جلد4، صفحہ127، ترقی اردو بورڈ، کراچی)

علمی اردو لغت میں ہے" پلاٹینم: ایک مشہور قیمتی دھات۔"(علمی اردو لغت، صفحہ371، علمی کتب خانہ)

فیروز اللغات میں ہے" پلاٹینم: قیمتی دھات۔"(فیروز اللغات، صفحہ302، فیروز سنز، لاھور)

پریکٹیکل ڈکشنری میں پلاٹینم کا معنی ہے: “A valuable metalic element”

(Practical Dictionary,page 608, Kitabistan Publishers)

لہذا مردوں کے لئے پلاٹینم کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے کیونکہ چاندی (ایک انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے چار ماشے سے کم ہو) کے علاوہ کسی بھی قسم کی دھات (پیتل، لوہا وغیرہ) مرد کے لیے حرام ہے اور پلاٹینم بھی دھات ہی ہے لہذا مرد کے لئے پہننا ناجائز ہے۔

در مختار میں ہے: "ولا يتختم) إلا بالفضة لحصول الاستغناء بها فيحرم (بغيرها كذهب وحديد وصفر) ورصاص وزجاج وغيرها" ترجمہ: چاندی سے حاجت پوری ہو جانے کی وجہ سے انگوٹھی صرف چاندی کی ہی بنائی جاسکتی ہے لہذا اس کے علاوہ دیگر اشیا مثلاً سونا، لوہا پیتل، تانبا، جست وغیرہ کی انگوٹھی حرام ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "(قوله ولا يتختم إلا بالفضة) هذه عبارة الإمام محمد في الجامع الصغير۔۔(قوله فيحرم بغيرها إلخ) لما روى الطحاوي بإسناده إلى عمران بن حصين وأبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن خاتم الذهب، وروى صاحب السنن بإسناده إلى عبدالله بن بريدة عن أبيه: أن رجلا جاء إلى النبي - صلى الله تعالى عليه وسلم - وعليه خاتم من شبه فقال له: مالي أجد منك ريح الأصنام فطرحه ثم جاء وعليه خاتم من حديد فقال: مالي أجد عليك حلية أهل النار فطرحه فقال: يا رسول الله من أي شيء أتخذه؟ قال: اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالا" فعلم أن التختم بالذهب والحديد والصفر حرام فألحق اليشب بذلك لأنه قد يتخذ منه الأصنام، فأشبه الشبه الذي هو منصوص معلوم بالنص إتقاني والشبه محر كا النحاس الأصفر قاموس " ترجمہ: (مصنف کا قول: مرد صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے) یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جامع الصغیر میں عبارت ہے (مصنف کا قول: اس کے علاوہ حرام ہے الخ) کیونکہ امام طحاوی اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے اور امام ابو داؤد نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے؟ تو انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ تو اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔ الغرض اس سے معلوم ہو گیا کہ سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی حرام ہے، لہٰذا یشب (ایک قیمتی پتھر ہے، یہ) بھی اسی کے ساتھ ملایا جائے گا، کیونکہ اس کے بُت بنائے جاتے ہیں، تو یہ اس پیتل کے مشابہ ہو گا، جس پر نص وارد ہے اور نص سے ثابت چیز یقینی ہوتی ہے۔ شبہ زرد تانبا ہے، القاموس ۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، جلد 9، صفحہ 593-594، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے جب چھلے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ، کیا مرد چھلا پہن سکتا ہے؟ تو آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "**حرام ہے:** "فقد قال صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فی الذھب والفضۃ انھما محرمان علی ذکور امتہ قلت ولا یجوز القیاس علی خاتم الفضۃ لأنہ لا یختص بالنساء بخلاف ما نحن فیہ فینھی عنہ علی تری الی ما فی ردالمحتار عن شرح النقایہ، انما یجوز التختم بالفضۃ لو ھیئۃ خاتم الرجال ام لو لہ فصان او اکثر حرام، ولان الخاتم یکون للتزین وللختم اما ھذا فلا شیء فیہ الا التزین "یعنی سونے چاندی کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ دونوں میری امت کے مردوں کیلئے حرام ہیں۔" میں کہتا ہوں: اس (چھلے) کو چاندی کی انگوٹھی پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے (کہ چاندی کی انگوٹھی جائز ہے تو چھلا بھی جائز ہونا چاہیے) کیونکہ چاندی کی انگوٹھی عورتوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بخلاف اس (چھلے) کے جس کی ہم بحث کر رہے ہیں بلکہ اس سے مردوں کو منع کیا جائے گا، کیا تم اس کی طرف نہیں دیکھتے جو فتاوی شامی میں شرح نقایہ کے حوالے سے ہے کہ: چاندی کی انگوٹھی پہننا اگر مردانہ ہئیت کے مطابق ہو تو جائز ہے لیکن اگر اس کے دو یا زیادہ نگینے ہوں تو حرام ہے، اور اس لئے کہ انگوٹھی زیب وزینت اور مہر کے لیے ہوا کرتی ہے لیکن چھلے میں زیب وزینت کے علاوہ کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔" (فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ147،148، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے... انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننا مرد۔۔۔کے لئے ناجائز ہیں۔" (بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ426، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(2) پلاٹینم کی انگوٹھی عورت کے لئے پہننا جائز ہے کیونکہ فی زمانہ سونے، چاندی کے علاوہ دیگر دھاتیں، آرٹیفیشل جیولری کا استعمال عورت کے لیے جید مفتیان کرام نے عموم بلوی اور حرج کی وجہ سے اس کے جواز کا فتوی دیا ہے لہذا یہ پہننا بھی جائز ہے۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مردوں اور نابالغ لڑکوں کے لیے مہندی لگانے کا حکم

مجیب: عبدالرب شاکر عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر:38

تاریخ اجراء: 28 محرم الحرام 1436ھ 22 نومبر 2014ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ (1) مرد حضرات کا اپنے ہاتھ، پاؤں یا ناخنوں پر مہندی لگانا شرعا جائز ہے یا ناجائز؟ (2) اور نابالغ چھوٹے لڑکوں کے ہاتھ یا پاؤں پر مہندی لگانا شرعا جائز ہے یا ناجائز؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) مرد حضرات کا اپنے ہاتھ یا پاؤں یا ناخنوں پر مہندی لگانا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے: "عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اتی بمخنث قد خضب یدیہ ورجلیہ بالحناء فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما بال ھذا فقیل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یتشبہ بالنساء فامر بہ فنفی الی النقیع قالوا یا رسول اللہ الا نقتلہ قال انی نھیت عن قتل المصلین" ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مخنث کو لایا گیا اس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی سے رنگا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے؟ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم کیا تو اس کو نقیع جلا وطن کر دیا گیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ ارشاد فرمایا مجھے نماز پڑھنے والوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الحکم فی المخنثین، ج2، ص332، مطبوعہ لاھور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبّہ ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج24، ص542، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

(2) نابالغ بچوں کے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا ناجائز و گناہ ہے، لیکن اس کا گناہ بچے پر نہیں بلکہ لگانے والے پر ہو گا جیسا کہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ”ویکرہ للانسان أن یخضب یدیہ ورجلیہ وکذا الصبی الالحاجۃ“ ترجمہ: اور مرد کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگائے اور ایسے ہی بچے کو بھی مکروہ ہے مگر حاجت کی وجہ سے۔ (ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحۃ، ج09، ص599، مطبوعہ کوئٹہ)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہو گی۔“
(بہارشریعت، ج03، ص428، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نقلی ناخن لگانے کا حکم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Fsd-8175

تاریخ اجراء: 24جمادی الآخر1444ھ/17جنوری2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نیلز میکنگ کروانا کیسا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

نیلز میکنگ(Nails Making)یعنی خوبصورتی کے لیے عورتوں کا اپنے ناخنوں کی تراش خراش کروانا اور ان پر آرٹیفیشل یعنی مصنوعی ناخن لگوانا، فی نفسہ جائز ہے، جب کہ یہ ناخن انسان یا خنزیر کے کسی جزسے تیار کردہ نہ ہوں اور مصنوعی ناخن عام طور پر دو طرح لگائے جاتے ہیں:(1)اس انداز میں ناخن لگائے اور لگوائے جاتے ہیں کہ جب اتارنا چاہیں اتار سکتے ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ وضو و غسل کے لیے انہیں اتارنا ضروری ہے، کیونکہ ان کو اتارے بغیر پانی نیچے نہیں پہنچتا۔(2)مصنوعی ناخن، ڈاکٹر(Doctor)یا سکن اسپیشلسٹ(Skin Specialist)سے اس طرح لگوائے جاتے ہیں کہ انہیں باآسانی خود نہیں اتارا جا سکتا، بلکہ یہ اصل ناخنوں کی طرح پیوست ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایک وقت(Time Period)کے بعد خود ہی اترنا شروع ہو جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں ڈاکٹر یا سکن اسپیشلسٹ وغیرہ سے اتروانے پڑتے ہیں، ایسے ناخن لگوانے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ضرورت کی وجہ سے لگوائے جائیں، مثلاً کسی سبب سے ناخن ٹوٹ گیا یا ایسا خراب ہو گیا کہ جو ضرر کا باعث ہو، تو لگوانے کی اجازت ہے اور دوسری صورت یہ کہ بلاضرورت محض خوبصورتی کے لیے لگوائے جائیں، تو اس صورت میں لگوانے کی اجازت نہیں کہ وضو و غسل میں ناخنوں پر پانی پہنچانا فرض ہے اور مصنوعی ناخنوں کے لگے ہونے کی صورت میں پانی نہیں پہنچے گا، البتہ اگر کسی نے لگوا لیے، خواہ ضرورتاً لگوائے یا بلاضرورت، بہر صورت انہیں اتارے بغیر وضو و غسل ہو جائے گا، کیونکہ انہیں اتارنے میں شدید حرج ہے اور شریعت نے حرج کو دور کیا ہے۔

اس کی نَظِیر ہلتا ہوا دانت ہے کہ اگر اس کو تار سے باندھا ہو یا کسی مسالے وغیرہ سے جمایا ہو یا دانتوں میں چونا یا مِسّی کی ریخیں جم گئی ہوں تو شرعی طور پر اس کے نیچے پانی بہانا ضروری نہیں، یونہی مصنوعی ناخن لگوانے کی صورت میں اگر ناخن کو اُتارنا حرج و مشقت کا باعث ہو، تو اُتار کر نیچے پانی بہانے کی حاجت نہیں۔

جس عضو کا دھونا فرض ہے اس پر اگر کوئی ایسی چیز لگی جسے بآسانی اتارا جاسکتا ہو، مثلاً مصنوعی ناخن تو اس کے نیچے پانی بہانا فرض ہونے کے بارے میں در مختار اور فتاوی عالمگیری میں ہے: واللفظ للآخر "تحریک الخاتم سنۃ ان کان واسعاوفرض ان کان ضیقابحیث لم یصل الماء تحتہ" ترجمہ: انگوٹھی اگر کشادہ ہو، تو اسے حرکت دینا سنت ہے اور اگر تنگ ہو کہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچ سکتا ہو، تو اسے حرکت دے کر اس کے نیچے پانی بہانا فرض ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الطھارۃ، جلد 01، صفحہ 05، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں، پہنچیاں، کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے، تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو، تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا، تو کچھ ضروری نہیں۔" (بہار شریعت، جلد 01، صفحہ 290، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جس چیز کو بغیر حرج وضرر کے اتارنا ممکن نہ ہو یا اتارنے سے خود ویسے نہ لگا سکتا ہو، جیسے وہ ناخن جنہیں اسکن اسپیشلسٹ وغیرہ سے لگوایا جاتا ہے، تو انہیں اتارے بغیر وضو و غسل ہو جائے گا، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "ومن ضرر الحل ان یکون فی مکان لا یقدر علی ربطھا بنفسہ ولا یجد من یربطھا کذا فی فتح القدیر" ترجمہ: اور جسے پٹی کھولنے میں ضرر ہو کہ وہ ایسی جگہ میں ہے کہ وہ خود باندھنے پر قادر نہیں اور نہ وہ ایسا شخص پاتا ہے جو اسے باندھ دے، (تو مسح جائز ہے) ایسے ہی فتح القدیر میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 35، مطبوعہ کوئٹہ)

پیوست ہو جانے والا مصنوعی ناخن ضرورتاً لگوانا جائز اور اتارنے میں حرج ہونے کی صورت میں بغیر اتارے وضو و غسل بھی جائز، اس کی نظیر ہلتا ہوا دانت ہے، چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہونی چاہئے، اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ بار بار کھولنا ضرر دے گا، نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے گی۔ ہلتا ہوا دانت چاندی کے تار سے باندھنا یا مسالے سے جمانا جائز ہے اور اس وقت غسل میں اس تار یا مسالے کے نیچے پانی نہ بہنا معاف ہونا چاہئے۔ یوں ہی اگر اُکھڑا ہوا دانت کسی مسالے، مثلاً برادہ آہن و مقناطیس وغیرہ سے جمایا گیا ہے جمے ہوئے چُونے

کی مثل اس کی بھی معافی چاہئے۔اقول لانہ ارتفاق مباح وفی الازالۃ حرج۔(میں کہتاہوں) کیونکہ یہ انتفاع وعلاج مباح ہے اور زائل کرنے میں حرج ہے۔"(فتاویٰ رضویہ، جلد1، صفحہ606،607، مطبوعہ رضافاونڈیشن، لاھور)

البتہ مصنوعی ناخن لگانے میں اگر ایسا انداز ہو کہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ خلافِ شرع ناخن بڑھائے ہوئے ہیں اور یوں محلِ تہمت بنے تو اس سے بچنا چاہیے کہ لوگوں کو بد گمانی کا موقع نہ دیا جائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ریفرنس نمبر: Sar-7803 تاریخ: 14-04-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کا ناک اور کان چھدوانا، جائز ہے، سوال یہ ہے کہ جتنے سوراخ عام طور پر رائج ہیں، اس سے زائد کان یا ناک میں سوراخ کروانا، جائز ہے؟ مثلاً: ناک کی ایک جانب سوراخ ہو اور دوسری جانب چھدوانا یا ناک کے درمیان میں چھدوانا، جیسا کہ بعض جگہ یہ طریقہ رائج ہے، کیا یہ درست ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دین اسلام میں خواتین کے لیے زیب و زینت اور آرائش و زیبائش مطلقاً منع نہیں، بلکہ شریعت کی حدود کی رعایت کے ساتھ جائز و مشروع ہے، جس کا ایک طریقہ عورتوں کا کان میں سوراخ کر کے زیور لٹکانا ہے اور اس سے مقصود زینت کا حصول ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں کان چھدواتی (یعنی سوراخ نکلواتی) تھیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کبھی منع نہ فرمایا اور فقہائے اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع نہ فرمانے سے استدلال کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا۔

اور زمانہ نبوی میں عورتیں ناک نہیں چھدواتی تھیں، لیکن جب فقہائے اسلام نے دیکھا کہ بعض علاقوں میں عورتیں ناک میں بھی سوراخ نکلواتی اور اس میں بطورِ زینت زیور لٹکاتی ہیں، تو انہوں نے اس کے بھی جواز کا فتوی دیا، کیونکہ کان میں سوراخ کرنا اور زیور پہننا عورتوں کی زینت کے طور پر ہے اور ناک میں سوراخ کرنے سے بھی یہی مقصود ہے، اس لیے اسے صرف کان کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، بلکہ زینت مقصود ہونے کی وجہ سے ناک میں سوراخ کو بھی جائز قرار دیا گیا۔

اس تمہید کے بعد پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ ناک اور کان میں سوراخ کرنا اور زیور لٹکانا عورتوں کے لیے زینت ہونے کی وجہ سے جائز ہے اور اگر کسی علاقے میں عزت دار مسلمان عورتیں اپنے ایک ہی کان یا ناک میں ایک سے زیادہ سوراخ

کر کے اس میں زیور لٹکاتی ہوں، تا کہ اس سے زینت حاصل ہو، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کہ ایک سوراخ سے جو مقصود (حصولِ زینت) ہے، وہی ایک سے زیادہ سوراخوں سے مطلوب ہے۔ اور زینت کا انداز ہر علاقے والوں کا اپنا اپنا جداگانہ ہوتا ہے، کسی علاقے میں ناک میں نتھ دائیں طرف، کسی میں بائیں طرف اور بعض علاقوں میں دونوں طرف پہنی جاتی ہے، اسی طرح بعض علاقوں میں عورتیں کان میں ایک سوراخ کر کے اس میں بالی پہنتی ہیں اور بعض میں ایک سے زیادہ سوراخ کر کے زیادہ زیور لٹکاتی ہیں (جیسا کہ پاکستان کے بعض علاقوں کی عورتوں میں رائج ہے) اور اسے اُس علاقے میں غیر مہذب طریقہ شمار نہیں کیا جاتا، لہذا اس طرح عورتوں کا زینت کے لیے کان میں ایک سے زیادہ سوراخ کروانا یا ناک میں دونوں طرف سوراخ کروانا، جائز ہے۔

ہاں اس طرح کا سوراخ نکلوانا جو کفار و فساق عورتوں کا طریقہ ہو، جیسا کہ بعض یورپی ممالک میں فساق عورتیں ناک کے درمیان سوراخ کر کے اس میں کوئی لاکٹ پہنتی ہیں اور عزت دار مسلمانوں میں ایسا ہرگز رائج نہیں، تو ایسا سوراخ نکلوانا شرعا ممنوع ہے کہ اسلام نے کفار و فساق کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ بلا اجازت شرعی اللہ عزوجل کی تخلیق کو تبدیل کرنا بھی ہے اور اللہ عزوجل کی تخلیق کو تبدیل کرنا، ناجائز و حرام ہے، البتہ اگر یہی سوراخ بھی کسی علاقے میں شریف خواتین میں بھی رائج ہو، جیسے دنیا میں مختلف علاقوں کے رواجوں کی حد نہیں تو ان علاقوں میں اس کی بھی اجازت ہوگی اور جہاں یہ کفار و فاسقات کے ساتھ مشابہت ہو، وہاں ممنوع ہوگا۔

جائز زینت کے بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَ جَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ ترجمہ: تم فرماؤ! اللہ کی اس زینت کو کس نے حرام کیا، جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمائی ہے؟ اور پاکیزہ رزق کو (کس نے حرام کیا؟)۔ **(پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 32)**

عورتوں کے کان چھدوانے کے ثبوت کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے: "عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوم العيد ركعتين، لم يصل قبلها ولا بعدها، ثم أتى النساء ومعه بلال، فأمرهن بالصدقة، فجعلت المرأة تلقي قرطها" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عید کے روز دو رکعتیں پڑھیں، اس سے پہلے یا بعد کبھی نہیں پڑھیں، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ نے ان عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو عورت اپنے کان سے بالیاں نکال کر (حضرت بلال کے کپڑے میں) ڈالتی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب القرط للنساء، جلد 7، صفحہ 158، مطبوعہ بیروت)

مذکورہ بالا حدیث کے تحت فتح الباری میں ہے:" واستدل به على جواز ثقب أذن المرأة لتجعل فيها القرط وغيره مما يجوز لهن التزين به" ترجمہ: اور اس روایت سے عورت کے کان میں سوراخ نکالنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے تاکہ وہ ان میں بالیاں اور اس کے علاوہ وہ چیزیں ڈال سکے، جو اس کے لیے بطورِ زینت جائز ہے۔

(فتح الباری، باب القرط للنساء، جلد 10، صفحہ 331، مطبوعہ بیروت)

اسی بارے میں فتاوی قاضی خان میں ہے:" ولا بأس بثقب أذن الطفل لأنهم كانوا يفعلون ذلك في الجاهلية ولم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: بچی کے کان میں سوراخ نکالنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ لوگ زمانہ جاہلیت میں یہ عمل کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع نہ فرمایا۔

(فتاوی قاضی خان، ج 03، ص 251، مطبوعہ بیروت)

کان میں سوراخ نکلوانے کے بارے میں بحر الرائق اور تبیین الحقائق میں ہے:" وكذا يجوز ثقب أذن البنات الأطفال **لأن فيه منفعة الزينة**، وكان يفعل ذلك في زمنه عليه الصلاة والسلام إلى يومنا هذا من غير نكير" ترجمہ: اور ایسے ہی چھوٹی بچیوں کے کانوں میں سوراخ نکالنا جائز ہے، کیونکہ اس میں زینت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہ عمل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک بغیر کسی انکار کے جاری وساری ہے۔

(بحر الرائق، ج 08، ص 554، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی) (تبیین الحقائق، ج 06، ص 227، مطبوعہ بیروت)

کان میں سوراخ کرنے کی اجازت زینت کی منفعت حاصل کرنے کے لیے ہے، چنانچہ الاختیار لتعلیل المختار میں ہے:" ولا بأس بثقب اذن البنات الاطفال لانه ايلام لمنفعة الزينة وايصال الالم الى الحيوان لمصلحة تعود اليه جائز كالختان" ترجمہ: بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ زینت کی منفعت کے لیے تکلیف دینا ہے اور جاندار کو کسی ایسی مصلحت کی وجہ سے تکلیف دینا کہ جو مصلحت اس کی طرف لوٹتی ہو، جائز ہے، جیسے ختنہ کرانا۔

(الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراھیۃ، جلد 4، صفحہ 167، مطبوعہ بیروت)

ناک میں سوراخ کرنے کے بارے میں علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں:" ولا بأس بثقب أذن البنت والطفل استحسانا ملتقط. قلت: وهل يجوز الخزام في الأنف، لم أره" ترجمہ: بچی کے کان چھیدنے میں استحساناً کوئی حرج نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ناک میں سوراخ کرنا، جائز ہے؟ میں نے اس بارے میں کوئی صراحت نہیں دیکھی۔

اس عبارت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:"لا بأس بثقب أذن الطفل من البنات وزاد في الحاوي القدسي: ولا يجوز ثقب آذان البنين قلت: **إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط** وقد نص الشافعية على جوازه"ترجمہ: بچیوں کے کان میں سوراخ کرنے میں حرج نہیں اور حاوی قدسی میں یہ زیادہ کیا کہ لڑکوں کے کانوں میں سوراخ نکالنا جائز نہیں۔ میں (علامہ شامی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں: اگر ناک میں سوراخ نکالنا عورتیں بطورِ زینت کرتی ہیں، جیسا کہ بعض شہروں میں رائج ہے، تو وہ کان میں سوراخ نکالنے کی طرح جائز ہے اور اس کے جائز ہونے پر شوافع نے صراحت بیان فرمائی ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج06، ص420، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

علامہ شامی کی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں:

"اقول: ولا شک ان ثقب الاذن کان شائعا فی زمن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقد اطلع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولم ینکرہ ثم لم یکن الا ایلاما للزینۃ فکذا ھذا بحکم المساواۃ فثبت جوازہ بدلالۃ النص المشترک فی العلم بھا المجتھدون وغیرھم کما تقرر فی مقرہ"ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ کان چھیدنا، نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعارف اور مشہور تھا اور حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس پر اطلاع پائی، مگر ممانعت نہیں فرمائی، **پھر یہ (کان چھیدنے کی) تکلیف پہنچانا، صرف زیب وزینت کے لیے ہو گا اور اسی طرح یہ (ناک چھیدنا) بھی ہے کہ دونوں کا حکم مساوی ہو گا۔ پس اس کا جائز ہونا، دلالتِ نص کی بنیاد پر ثابت ہو گیا،** اس علم سے جس میں مجتہد وغیر مجتہد مشترک ہیں، جیسا کہ یہ بات اپنے محل میں ثابت ہو چکی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ482، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کان وغیرہ میں چھید کرنے کا مدار لوگوں کے انداز و اَطوار پر ہے، اگر کوئی اور ممانعت کی وجہ نہ ہو (جیسے فساق سے مشابہت وغیرہ) تو اس زینت کے دلالۃ النص سے ثابت ہونے کی وجہ سے عورتوں کی اس زینت میں حرج نہیں، چنانچہ ناک میں سوراخ کرنے کے متعلق کلام کرتے ہوئے اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن مزید ارشاد فرماتے ہیں:"فان الثابت بدلالۃ النص کالثابت بالنص (کیونکہ جو دلالتِ نص سے ثابت ہو، وہ اسی طرح ہے جیسے نص سے ثابت ہے) اور دہنے بائیں جانب میں مختار ہیں، یہ کوئی امر شرعی نہیں، **رسم زمانہ پر مبنی ہے، جس طرف چاہیں چھیدیں۔**"

(فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ482، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اللہ تعالی کی بنائی ہوئی چیز کو بدلنے کی ممانعت کے بارے میں قرآن پاک میں ہے ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ، لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے)، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کے بنائے ہوئے میں تبدیلی نہ کرنا۔ **(پارہ 21، سورۃ الروم، آیت 30)**

قرآن پاک میں ہے ﴿وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ، وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا﴾ ترجمہ: اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا، تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا، تو یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے، تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا۔ **(پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 119)**

اللہ کی تخلیق کو بدلنے کے بارے میں صحیح مسلم میں ہے: "لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و النامصات و المتنمصات و المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالی" ترجمہ: گودنے والیاں، گدوانے والیاں، چہرے کے بال نوچنے والیاں، نُچوانے والیاں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیاں **اور اللہ تعالی کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے۔**

(الصحیح لمسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ، جلد 2، صفحہ 205، مطبوعہ کراچی)

شرعی حدود و قیود سے ہٹ کر عورتوں کا جسم کے مختلف حصوں میں سوراخ کرنا بھی اس وعید کے تحت داخل ہے، چنانچہ علامہ بدرالدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: "ھو غرز إبرۃ أو مسلۃ و نحوھما فی ظھر الکف أو المعصم أو الشفۃ و غیر ذلک من بدن المرأۃ حتی یسیل منہ الدم ثم یحشی ذلک الموضع بکحل أو نورۃ أو نیلۃ لقد لعن الشارع من صنعت ذلک من النساء لأن فیہ تغییر الخلقۃ الأصلیۃ" ترجمہ: وشم یہ ہے کہ سوئی یا سُوا وغیرہ کے ذریعے ہاتھوں کی پشت، کلائی، ہونٹ یا اس کے علاوہ عورت کے جسم میں سوراخ کیے جائیں، پھر جب خون بہنا شروع ہو، تو اس جگہ سرمہ، نورہ یا نیل بھر دیا جائے، عورتوں میں سے جس نے یہ کیا شارع نے اس پر لعنت کی، کیونکہ اس میں خلقت اصلیہ کو بدلنا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، ج 22، ص 97، مطبوعہ بیروت)

کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من تشبہ بقوم فھو منھم" ترجمہ: جو شخص جس قوم سے مشابہت کرے، تو وہ انہی میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، ج 02، ص 203، مطبوعہ لاھور)

کفار یا فساق وفجار سے مشابہت کے ممنوع ہونے کے بارے میں فتاوی رضویہ میں ہے:"یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً: مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا، اگرچہ چار انگلی سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق، بلکہ زنانوں کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔" **(فتاوی رضویہ، ج22، ص137، رضافاؤنڈیشن، لاھور)**

اسی میں ہے "دربارۂ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کے مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صور میں کفر تک ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ184، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

بہار شریعت میں ہے:"یہ حدیث ایک اصل کلی ہے، لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے، پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہوسکے۔"

(بہار شریعت، ج03، ص407، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

12 رمضان المبارک 1443ھ/14 اپریل 2022

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر: FMD-1461　تاریخ: 25-06-2019

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عورتوں کے لیے سفید بالوں کو رنگنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ اسلامی بہنیں اپنے سفید بالوں کو رنگ سکتی ہیں؟

سائلہ: ام احمد رضا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سفید بالوں کو رنگنے کا حکم مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں ہے یعنی دونوں کے لئے اپنے سفید بالوں کو مہندی سے رنگنا مستحب ہے اور مہندی میں کتم (یعنی ایک گھاس جو زیتون کے پتوں کے مشابہ ہوتی ہے، جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اس) کی پتیاں ملا کر گہرے سرخ رنگ کا خضاب تنہا مہندی کے خضاب سے بہتر ہے اور زرد رنگ اس سے بھی بہتر ہے، البتہ سفید بالوں کو سیاہ کرنا خواہ بلیک کلر سے ہو یا کالی مہندی سے ہو، مرد و عورت دونوں کے لئے مطلقاً ناجائز و حرام ہے، البتہ مجاہد کو حالت جہاد میں بالوں میں کالا خضاب کرنا، جائز ہے۔

الجوھرۃ النیرۃ میں ابو بکر بن علی حدادی فرماتے ہیں: ”وأما خضب الشیب بالحناء، فلا بأس به للرجال والنساء“ یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے سفید بالوں کو مہندی سے رنگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج02، ص617، مطبوعہ کراچی)

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”إن الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم“ یعنی بے شک یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الخضاب، جلد7، صفحہ161، دار طوق النجاۃ، مصر)

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:"(لا يصبغون)أي:شيب الشعر، وهو مندوب إليه لأنه صلى الله عليه وسلم أمر بمخالفتهم"یعنی یہود ونصاریٰ بڑھاپے کے بالوں (سفید بالوں) کو خضاب نہیں لگاتے۔ سفید بالوں کو خضاب کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب ماذکرعن بنی اسرائیل، ج16، ص46، دار احیاء التراث العربی)

اسی حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں:"لہذا اپنے سر کے بال اور ڈاڑھیاں جب سفید ہو جائیں تو مہندی سے خضاب لگالیا کرو، یہ حکم استحبابی ہے مہندی سے خضاب کرتے رہنا بہتر ہے۔"

(مراۃ المناجیح، باب الترجل، ج6، ص129، قادری پبلشرز)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:"تنہا مہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی پتیاں ملاکر کہ ایک گھاس مشابہ برگ زیتون ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اس سے بہتر اور زرد رنگ سب سے بہتر اور سیاہ وسمے کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے۔ مگر مجاہدین کو۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے: مر علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن هذا قال فمر اٰخر قد خضب بالحناء و الکتم فقال هذا احسن من هذا ثم مر اٰخر قد خضب بالصفر فقال هذا احسن من هذا کله (یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب مہندی کا خضاب کیے گزرے۔ فرمایا یہ کیا خوب ہے۔ پھر دوسرے گزرے انھوں نے مہندی اور کتم ملاکر خضاب کیا تھا۔ فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے، پھر تیسرے زرد خضاب کیے گزرے۔ فرمایا: یہ ان سب سے بہتر ہے)"

(فتاوی رضویہ، ج23، ص686، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

کالا خضاب لگانے والوں کے متعلق بہت سخت وعید حدیث شریف میں آئی ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد بن حنبل میں ہے: "واللفظ للاول: عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یکون قوم فی اٰخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة"یعنی حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

(سنن أبی داؤد، باب ماجاء فی خضاب السواد، ج2، ص226، مطبوعہ لاھور)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن مرآۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: "سیاہ خضاب مطلقًا مکروہ تحریمی ہے۔ مرد و عورت، سر داڑھی سب اسی ممانعت میں داخل ہیں۔"

(مرأۃ المناجیح، ج06، ص140، قادری پبلشرز)

فتاوی رضویہ میں مرد و عورت کے سیاہ خضاب کرنے کو مثلہ لکھا ہے، جو کہ حرام ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت فرماتے ہیں: "طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من مثل بالشعر فلیس له عند الله خلاق (جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں) والعیاذ باللہ رب العالمین ــــــ یہ حدیث خاص مسئلہ مثلہ مُو میں ہے بالوں کا مثلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال منڈالے یا مرد داڑھی **یا مـــرد خواہ عورتـــ بھـنـویں** (منڈائے) کما یفعله کفرة الهند فی الحداد (جیسے ہندوستان کے کفار لوگ سوگ مناتے ہوئے ایسا کرتے ہیں) **یا ســیاہ خضـــاب کـرے** کما فی المناوی والعزیزی والحفنی شروح الجامع الصغیر، یہ سب صورتیں مثلہ مُو میں داخل ہیں اور سب حرام۔"

(فتاوی رضویہ، ج22، ص664، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی فضیل رضا عطاری

21 شوال المکرم 1440ھ / 25 جون 2019ء

ریفرنس نمبر:SAR-7892 تاریخ:24-06-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بچے کی پیدائش پر ننھیال کی طرف سے مختلف تحائف دیئے جاتے ہیں، اُن تحائف میں بعض اوقات ایک تحفہ "سونے کی انگوٹھی" کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ یہ انگوٹھی لڑکی کے لیے تو جائز ہے، کیا یہ نابالغ لڑکے کو پہنانا بھی شریعت کی نظر میں درست ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سونے کی انگوٹھی نابالغ بچے کو پہنانا بھی اُسی طرح ناجائز، گناہ اور حرام ہے، جس طرح کسی بالغ کا خود سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، چونکہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بالغ اور نابالغ کی تفریق کیے بغیر مطلقاً مُذکَّر کے حق میں سونے کو حرام قرار دیا، لہٰذا اس اِطلاق کے پیش نظر نابالغ کو بھی انگوٹھی پہنانا حرام ہے، البتہ نابالغ کو انگوٹھی پہنانے کی صورت میں یہ گناہ اُس بچے پر نہیں، بلکہ اُسے پہنانے والے پر ہو گا کہ بچہ تو غیر مُکلَّف اور ناسمجھ ہے۔

مَردوں کے حق میں سونے کی حرمت کے متعلق "سنن ابن ماجۃ" میں ہے:"سمعت علی بن أبی طالب یقول: أخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حریرا بشمالہ، وذھبا بیمینہ، ثم رفع

بهما يديه، فقال: إن هذين حرام على ذكور أمتي، حل لإناثهم" ترجمہ:(عبد اللہ بن زریر کہتے ہیں:) میں نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجھَہُ الْکریم کو سُنا، آپ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دائیں ہاتھ میں سونا اور بائیں ہاتھ میں ریشم پکڑ کر ہاتھ بلند کرکے بصراحت فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مَردوں پر حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔

(سنن ابن ماجۃ، جلد2، صفحہ 1189، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

علامہ خُسرو رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:885ھ/1480ء) لکھتے ہیں:"کرہ إلباس الصبي ذهبا أو حريرا لأن حرمة اللبس لما ثبتت في حق الذكورة حرم الالباس أيضا كالخمر لما حرم شربها حرم سقيها" ترجمہ: بچے کو سونا یا ریشم پہنانا حرام ہے، کیونکہ جب مُذکَّر کے حق میں پہننا حرام ہے، تو اِسی طرح کسی مُذکَّر کو پہنانا بھی حرام ہے، جیسا کہ شراب کا حکم ہے کہ جب اُس کا پینا حرام ہے، تو پِلانا بھی حرام ہی ہے۔ **(دُرر الحکام شرح غرر الاحکام، جلد1، صفحہ 313، مطبوعہ کراچی)**

گناہ پہنانے والے پر ہوگا، چنانچہ علامہ شَیخی زادہ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1078ھ/1667ء) لکھتے ہیں:"الإثم على الملبس كالخمر فإن سقيها الصبي حرام كشربها" ترجمہ: گناہ سونا پہنانے والے پر ہوگا، جیسا کہ بچے کو شراب پلانا، خود پینے کی طرح حرام ہے۔(اور گناہ پلانے والے کو ہوگا۔)

(مجمع الانہر، جلد2، فصل فی اللبس، صفحہ 537، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں:"أن النص حرم الذهب والحرير على ذكور الأمة بلا قيد البلوغ، والحرية والإثم على من ألبسهم لأنا أمرنا بحفظهم ذكره التمرتاشي" ترجمہ: نصِ حدیث نے سونے اور ریشم کو بغیر بلوغت یا آزادی کی قید کے حرام ٹھہرایا ہے۔(لہٰذا بچے کے حق میں بھی حرام ہی ہے۔) اور گناہ اُس فرد پر ہے،

جس نے بچوں کو ریشم یا سونا پہنایا، کیونکہ ہمیں بچوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔
(ردالمحتار مع درمختار، کتاب الحظر والاباحة، جلد9، صفحه598، مطبوعه کوئٹه)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں:

”لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا، وہ گنہگار ہو گا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا، ناجائز ہے۔“

(بهارشریعت، جلد3، حصه16، صفحه428، مکتبة المدینه، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــه

مفتی محمد قاسم عطاری

24ذو القعدة الحرام1443ھ/24جون2022ء

آرٹیفشل (Artificial) پلکیں لگانا کیسا؟

مجیب: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ فروری 2018

دَارُالاِفْتَاء اَہلسنّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت آرٹیفشل پلکیں لگا سکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

آرٹیفشل (یعنی مصنوعی) پلکیں جبکہ اِنسان اور خنزیر (Pig) کے بالوں سے بنی ہوئی نہ ہوں، زِینت کے طور پر عورتوں کا لگانا جائز ہے۔ لیکن وُضو، غُسل کرنے کے لئے ان پلکوں کا اُتارنا ضروری ہو گا کیونکہ آرٹیفشل پلکیں گوند وغیرہ سے لگانے کے بعد اَصلی پلکوں کے ساتھ چِپکا دی جاتی ہیں، لہٰذا انہیں اُتارے بغیر اصلی پلکوں کا دھونا ممکن نہیں جبکہ وُضو، غُسل میں اَصلی پلکوں کے ہر بال کا دھونا فرض ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آئی لائنر (EyeLiner) لگانا کیسا؟

مجیب: مولانا محمد نوید چشتی عطاری

فتوی نمبر: WAT-2216

تاریخ اجراء: 03 جمادی الاول 1445ھ / 18 نومبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا آئی لائنر لگانا، جائز ہے؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

فی نفسہ عورتیں زینت کے طور پر آئی لائنر لگا سکتی ہیں، جبکہ اس میں کسی قسم کی ممنوع شرعی چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔ البتہ! یہاں اس کے ضمن میں یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر ایسا آئی لائنر ہو کہ جس کی تہہ جم جاتی ہو اور اسے دھونے کے بعد بھی جرم جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہو، تو اس کے لگے رہنے کی صورت میں وضو و غسل نہیں ہو گا، بلکہ اسے اتار کر اوپر پانی بہانا ہو گا، بشرطیکہ اسے اتارنا ممکن ہو۔ اور اگر اتارنا ممکن نہ ہو یا اس میں شدید حرج واقع ہو رہا ہو، تو حرج کی وجہ سے اتارے بغیر وضو و غسل تو ہو جائے گا، لیکن یاد رہے کہ اپنے قصد (ارادے) سے ایسی حالت پیدا کرنا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ خود سے ایسی حالت اپنانا جو وضو و غسل اور فرض یا واجب عبادات کو اپنی شرائط کے ساتھ پورا کرنے میں رکاوٹ بنے گناہ ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا داڑھی یا مونچھ کے بال اتروانا کیسا؟

فتوی نمبر: WAT-120

تاریخ اجراء: 26صفر المظفر1443ھ /04اکتوبر2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

عورتوں کے چہرے پر اگر مونچھوں کے بال نکل آئیں، تو ان کو اتار سکتی ہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

عورتوں کی داڑھی یا مونچھوں پہ بال نکل آئیں، تو انہیں اتارنا، نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا دھاگے یا اون کی چُٹیا لگانا کیسا ہے؟

مجیب: ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 35

تاریخ اجراء: 11 صفر المظفر 1439ھ/01 نومبر 2017ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل عورتیں بالوں میں دھاگے وغیرہ کی چٹیا لگاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کا دھاگہ یا اون کی چٹیا اپنے بالوں میں لگانا، جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اپنے یا کسی اور انسان کے بالوں کی چٹیا لگانا، ناجائز و حرام ہے، حدیث پاک میں انسانی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں عورتوں پر لعنت آئی ہے، لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

عالمگیری میں ہے: "ولا باس للمراۃ ان تجعل فی قرونھا وذوائبھا شئیاً من الوبر کذا فی فتاوی قاضی خان۔" اور عورت کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے بالوں اور چوٹی میں اون میں سے کچھ لگائے اسی طرح فتاوی قاضی خان میں ہے۔ (عالمگیری، ج5، ص358، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار میں ہے: "ووصل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا۔" اور بالوں کو آدمی کے بالوں کے ساتھ جوڑنا حرام ہے برابر ہے کہ عورت کے (اپنے) بال ہوں یا اس کے غیر کے۔ (درمختار مع رد المحتار، ج9، ص614، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے (دھاگے) کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔" (بہار شریعت، ج3، ص596، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا کان اور ناک چھدوانا اور ان میں زیور پہننا کیسا؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

فتوی نمبر:86

تاریخ اجراء: 07ذوالقعدۃ الحرام1431ھ/16اکتوبر2010ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کا ناک اور کان میں زیور پہننا اور اس کے لئے ناک کان چھدوانا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کا ناک، کان چھیدنا اور ان میں زیور پہننا بالکل جائز ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کان چھیدنے کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لا بأس بثقب أذن البنت" ترجمہ: لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کوئی حرج نہیں۔(درمختار، ج9، ص693، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: "عورتوں کا نتھ یا بلاق کے لئے ناک چھیدنا، جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گہنوں کے لئے کان چھیدنا۔"(فتاویٰ رضویہ، ج23، ص482، رضا فاؤنڈیشن، لاهور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا مردانہ کپڑے پہننا کیسا؟

فتوی نمبر: WAT-215

تاریخ اجراء: 29ربیع الاول1443ھ /05نومبر2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کوئی بالغ لڑکی اپنے بالغ بھائی وغیرہ کے کپڑے پہن سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

عورت کا مردانہ وضع کے کپڑے پہننا، ناجائز و گناہ ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے اور مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے، لہذا اس سے اجتناب کریں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا مسواک کرنا

فتوی نمبر: WAT-378

تاریخ اجراء: 25 جمادی الاولی 1443ھ / 30 دسمبر 2021

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا حیض کی حالت میں مسواک کر سکتے ہیں؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عام حالت کی طرح حیض کی حالت میں بھی عورت مسواک کر سکتی ہے۔ البتہ عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ بجائے مسواک کے دوسری نرم چیزیں، مثلاً مِسّی کے ذریعے دانت صاف کرے، کیونکہ عورتوں کے دانت مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں اور مسواک پر مُواظَبَت (ہمیشگی) ان کے دانتوں کو مزید کمزور کردے گی اور مِسّی کے ذریعے دانت صاف کرتے وقت حصولِ ثواب کی نیت پائے جانے کی صورت میں مسواک کا ثواب بھی ملے گا، کہ عورت کے لئے یہ چیزیں ثواب کے معاملے میں مسواک کے قائم مقام ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

عورت کون سی خوشبو لگائے؟

مجیب: ابو احمد محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر:WAT-868

تاریخ اجراء: 04ذیقعدۃ الحرام1443ھ /04جون2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

عورت کون سی خوشبو لگائے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت ہلکی خوشبو لگائے کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلا خلوق سے حاصل ہوتی ہے، تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی، ہاں اپنے گھر کی چار دیواری میں، جہاں فقط شوہر یا محارم ہوں وہاں ہر طرح کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے اور وہاں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ دیور، جیٹھ وغیرہ، غیر محارم تک خوشبو نہ پہنچے۔ بہار شریعت میں ابو داود شریف کے حوالے سے حدیث پاک مذکور ہے:"سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو، بو نہ ہو۔"

اس کی وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:"یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے، اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے، تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔" (بہار شریعت، جلد3، صفحہ408، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کے لیے بجنے والا زیور پہننے میں احتیاط

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر:WAT-903

تاریخ اجراء: 15 ذیقعدۃ الحرام 1443 ھ/15 جون 2022ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

پازیب کہ جس کی آواز دوسروں تک جائے، اسلام نے اس سے منع کیا ہے، تو کیا عورت کے دیگر زیورات کہ جن کی آواز آئے، اس کا بھی یہی حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بجنے والا زیور (خواہ پازیب ہو یا کوئی اور) عورت کے لیے اس حالت میں جائز ہے کہ شوہر اور محارم کے علاوہ مثلا خالہ زاد، پھوپھی زاد، دیور، جیٹھ وغیرہ غیر محارم کے سامنے نہ آتی ہو، نہ اس کے زیور کی جھنکار (آواز) غیر محرم تک پہنچے۔ ہاں شوہر یا محارم کے سامنے بجنے والا زیور پہن سکتی ہے، لیکن جائز جگہ پازیب وغیرہ بجنے والا زیور پہننے میں بھی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو جس سے فاسقہ عورتوں سے مشابہت پیدا ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے "بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلا خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: (ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن) (عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔) اور فرماتا ہے: (ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن) (عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھے کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔) فائدہ: یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یونہی جب آواز نہ پہنچے اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہیں" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورتوں کے اترے ہوئے بالوں کا حکم

مجیب: مولانا محمد ابوبکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-314

تاریخ اجراء: 04 جُمادَی الاُولٰی 1443ھ / 09 دسمبر 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اسلامی بہنوں کے سر سے بال اترتے ہیں ان کا کیا کیا جائے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کو لازم ہے کہ کنگھا کرنے وغیرہ میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپادیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔ یا زمین میں دفن کر دیں۔ کیونکہ جس عضو کی طرف نظر کرنا، ناجائز ہے، اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا، ناجائز ہی رہتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ انسانی بالوں کی خرید و فروخت بھی شرعا جائز نہیں ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورتوں کا بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال منڈوانا

مجیب: مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2018

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورتیں بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال منڈوا یا ترشوا سکتی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتیں بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال اُتار سکتی ہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ”سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔“ (بہار شریعت، 585/3)

نیز یہ بات علماء کے بیان کردہ اس مسئلے سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ کلائیوں وغیرہ پر بال ہوں تو ترشوا دیں تاکہ وضو میں کم پانی استعمال ہو۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورتوں کا میٹل کی چوڑیاں پہننا کیسا؟

فتوی نمبر: WAT-112

تاریخ اجراء: 22صفر المظفر 1443ھ/30ستمبر 2021ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا عورت بینگلز (چوڑیاں) پہن سکتی ہے؟ یونہی عورت کے لیے میٹل بینگلز پہننے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جی ہاں! عورت چوڑیاں پہن سکتی ہے۔ یونہی عورت کے لیے میٹل کی چوڑیاں پہننے میں بھی حرج نہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کانچ کی چوڑیاں پہننا

مجیب: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ مارچ 2017ء

دَارُالاِفْتَاءاَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت مروجہ کانچ کی چوڑیاں پہن سکتی ہے؟

سائل: محمد سعید (صدر، باب المدینہ کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کانچ کی چوڑیاں پہن سکتی ہے بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیّت سے مُسْتَحَب اور اگر والدین یاشوہر نے حکم دیاتواب اس پر چوڑیاں پہننا واجب ہوگا۔

سَیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے سوال ہوا"چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا یاناجائز ہیں؟"توآپ نے جواب ارشاد فرمایا"جائز ہیں لِعَدَمِ الْمَنْعِ الشَّرْعِیِّ (مانع شرعی نہ ہونے کی وجہ سے) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیّت سے مستحب، وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات (ترجمہ: اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے) بلکہ شوہر یاماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب، لِحُرْمَةِ الْعُقُوْقِ وَلِوُجُوْبِ طَاعَةِ الزَّوْجِ فِيْمَا يَرْجِعُ اِلَى الزَّوْجِيَّة (ترجمہ: والدین کی نافرمانی حرام ہونے اور میاں بیوی کے آپس کے اُمور میں شوہر کی اِطاعت واجب ہونے کی وجہ سے)۔"(فتاویٰ رضویہ،22/116،115) واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

عورت کانچ کی چوڑیاں پہن سکتی ہے بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیّت سے مُسْتَحَب اور اگر والدین یاشوہر نے حکم دیاتواب اس پر چوڑیاں پہننا واجب ہوگا۔

سَیِّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے سوال ہوا"چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا یاناجائز ہیں؟"توآپ نے جواب ارشاد فرمایا"جائز ہیں لعدم المنع الشرعي (مانع شرعی نہ ہونے کی وجہ سے) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیّت سے مستحب، وانما الاعمال بِالنيات (ترجمہ: اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے) بلکہ شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب، لحرمة العقوق ولوجوبِ طاعة الزوج فيما يرجع الى الزوجِية (ترجمہ: والدین کی نافرمانی حرام ہونے اور میاں بیوی کے آپس کے اُمور میں شوہر کی اِطاعت واجب ہونے کی وجہ سے)۔"(فتاویٰ رضویہ،22/116،115)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا عورت کا سر پر عمامہ باندھنا جائز ہے؟

مجیب: ابو صدیق محمد ابوبکر عطاری

فتوی نمبر: WAT-1324

تاریخ اجراء: 09 جمادی الاخریٰ 1444ھ / 02 جنوری 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

شادی وغیرہ کے موقع پر عورت کا سر پر عمامہ باندھنے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

عورتوں کا سر پر عمامہ باندھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ عمامہ باندھنا مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کا عمامہ باندھنے سے مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اور عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ناجائز و حرام اور گناہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "«لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء، والمتشبھات من النساء بالرجال»" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء والمتشبھات بالرجال، حدیث نمبر 5885، دار طوق النجاۃ، بیروت)

سیدی امام اہلسنت، امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو۔ عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے: امام احمد و ابوداؤد و حاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: "ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیھا وھی تختمر فقال لیۃ لا لیتین۔" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیا دیکھا) کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ ہو، دو پیچ نہ ہوں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 536، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا عورتوں کے لیے مہندی لگانا جائز ہے؟

مجیب: مولانا نوید چشتی صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

فتوی نمبر: Pin:5015

تاریخ اجراء: 08 جمادی الاول 1438 ھ/06 فروری 2017ء

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کے لیے مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز مہندی لگا کر وضو یا غسل کریں تو ہو جائے گا یا نہیں؟ اور آج کل بازار میں ایسی مہندی بھی ہے جس کا جرم ہاتھ پاؤں پر بن جاتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

سائل: طیب مدنی (اسلام آباد)

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کے لیے مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے اور عورتوں کے لیے شریعت کی حدود میں رہ کر زینت کی اجازت ہے اور مہندی لگانا اگر اچھی نیت کے ساتھ مثلاً شوہر کی خوشنودی وغیرہ کے لیے ہو تو مستحسن بھی ہے۔

ایک مہندی وہ ہے جس کو دھونے سے اس کا مکمل جرم اتر جاتا ہے صرف رنگ ہاتھ پاؤں پر باقی رہ جاتا ہے، ایسی مہندی دھلنے اور اس کا جرم اترنے کے بعد پانی کو جسم تک پہنچنے سے مانع نہیں، لہذا اس مہندی کا رنگ موجود ہونے کے باوجود اعضاء پر پانی بہہ جانے سے وضو اور غسل ہو جائے گا، دوسری مہندی وہ ہے جس کو دھونے کے بعد بھی ہاتھ پاؤں کی سطح پر پلاسٹک کی طرح کا ایک جرم باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی جلد تک نہیں پہنچ سکتا، ایسی مہندی کا یہ جرم جب تک ہاتھ پاؤں پر موجود رہے گا تو اتارنا ممکن ہونے کی صورت میں وضو و غسل نہیں ہو گا اور گناہ بہر صورت ہو گا کہ اپنے قصد سے ایسی حالت پیدا کی۔ اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جو چیزیں پانی کو جسم تک پہنچنے سے مانع ہوں ان کے جسم پر چپکے ہونے کی حالت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا، کیونکہ وضو میں سر کے علاوہ باقی تینوں اعضائے وضو اور غسل میں پورے جسم کے ہر ہر بال اور ہر ہر رونگٹے پر پانی بہ جانا فرض ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مرد وعورت کے لیے مانگ نکالنے کا سنت طریقہ

مجیب: ابوواصف محمد آصف عطاری

فتوی نمبر: WAT-979

تاریخ اجراء: 13 محرم الحرام 1444ھ / 13 اگست 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

بیچ سے مانگ نکالنا سنت مبارکہ ہے عورتوں کے لیے کیا حکم کیا ان کے لیے بھی بیچ سے مانگ نکالنا سنت مبارکہ ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ درمیان سے مانگ نکالنے کی تھی، لہذا سنت یہ ہے کہ بال ہو تو بیچ میں مانگ نکالی جائے ایک طرف سے نکالنا مرد وعورت دونوں کے لیے خلاف سنت ہے۔

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرماتی ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سر میں مانگ نکالتی تھی تو آپ کی مانگ آپ کے درمیان سر سے چیرتی تھی اور آپ کی پیشانی کے بال دو آنکھوں کے درمیان چھوڑتی۔ (مشکاۃ المصابیح، ج3، ص132 دار الکتب العلمیة، بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت مراۃ لمناجیح میں ہے: "یہ ہی سنت ہے کہ سر کے بال بکھرے نہ رہیں ان میں کنگھی کی جاوے، بالوں کے دو حصے کیے جاویں اور مانگ بیچ سر میں ناک کے اوپر سے سیدھی نکالی جاوے، اب فیشن پرست مرد وعورت ایک طرف سے مانگ نکالتے ہیں یعنی ٹیڑھی مانگ خلاف سنت ہے۔" (مراۃ المناجیح، ج6، ص138 مطبوعہ: قادری پبلشرز، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مسلمان عورتوں کا سندور لگانا یا منگل سوتر پہننا کیسا

مجیب: فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-587

تاریخ اجراء:01ربیع الثانی1444ھ/28اکتوبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ہند میں رہنے والی بعض مسلمان عورتیں ہندو عورتوں کی طرح مانگ میں سندور اور گلے میں منگل سوتر پہنتی ہیں ؟اس کا کیا حکم ہے ؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسلمان عورتوں کا مانگ میں سندور لگانا، ناجائز و گناہ ہے کہ یہ ہندو عورتوں کا شعار ہے۔

بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" یہ ہندو عورتوں کا شعار ہے، حدیث شریف میں ہے: من تشبہ بقوم فھو منھم۔اس سے پرہیز ضروری ہے۔"(فتاوی بحر العلوم، جلد3، صفحہ331، شبیر برادرز، لاہور)

منگل سوتر بنیادی طور پر ایک زیور ہے لہذا جن علاقوں میں منگل سوتر پہننا غیر مسلموں کا شعار ہو، وہاں مسلمان عورت کے لیے منگل سوتر پہننا، جائز نہیں اور جن علاقوں میں شعار نہ ہو، وہاں ایسا زیور پہننا جائز ہے۔

مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں:" اگر یہ زیور کسی علاقے میں غیر مسلم کا شعار ہو کہ اس علاقے میں وہی پہنتی ہیں، اور اگر کوئی عورت منگل سوتر پہنتی ہوئی دکھے تو یہ سمجھا جائے کہ وہ غیر مسلم ہے، تو اس علاقے میں مسلمہ عورتوں کو منگل سوتر پہننا مکروہ و ناجائز ہے اور جن علاقوں میں یہ غیر مسلم عورتوں کا شعار نہ ہو، تو وہاں مسلمان عورتوں کو ایسا زیور پہننا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں کہ زیور بجائے خود مباح ہے۔"(سراج الفقہاء کی دینی مجالس، صفحہ:142، مطبوعہ:ہند)

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ناک اور کان چھیدنے کی اجرت لینا کیسا؟

مجیب: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1441ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ لڑکیوں کی ناک اور کان چھیدنے کی اجرت لینا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

لڑکیوں کی ناک اور کان چھیدنے کی اجرت لینا جائز ہے، کیونکہ شریعتِ مطہرہ میں عورتوں کا ناک و کان چھدوانا، جائز ہے، پس جب ان کا چھدوانا، جائز ہے، تو دوسرے کا چھیدنا اور اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے۔ البتہ یاد رہے کہ اس مقصد کے لئے اجنبی مرد کا بالغہ یا نابالغ مشتہاۃ (قابلِ شہوت) لڑکی کا کان دیکھنا یا کسی بھی حصّۂ بدن کو چھونا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے۔ اجنبیہ کے اعضائے ستر کی طرف دیکھنا اور اس کے کسی بھی حصّۂ بدن کو چھونا، جائز نہیں، یہی حکم مشتہاۃ لڑکی کا ہے، البتہ بہت چھوٹی بچی جو شہوت کی حد تک نہ پہنچی ہو، اس کا حکم جُدا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہاتھ پر کٹ لگ جائے تو مہندی لگانا

مجیب: مولانا محمد ابوبکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-654

تاریخ اجراء: 12 شعبان المعظم 1443ھ/16 مارچ 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

بعض اوقات کام کرتے ہوئے ہاتھوں پر کٹ لگ جاتے ہیں۔ کیا اس کے علاج کے لیے ہاتھوں پر مہندی لگا سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کٹ عورت کے ہاتھ پر لگا ہے تو وہ علاج کے طور پر ایسی مہندی لگا سکتی ہے جس کا جرم نہ بنتا ہو، کیونکہ جرم والی سے وضو اور غسل کا مسئلہ بنے گا۔ اور اگر مرد کے ہاتھ پر کٹ لگا ہو تو مرد کو علاج کے طور پر بھی کٹ پر مہندی لگانا، جائز نہیں کیونکہ یہاں علاج مہندی لگانے پر موقوف نہیں بلکہ کٹ و زخم کا دیگر جائز ادویات کے ذریعے بھی علاج ممکن ہے اور ایسی صورت میں ناجائز طریقہ علاج کو اختیار کرنا ناجائز ہی رہتا ہے۔

فتاوی رضویہ شریف میں ہے "مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبّہ ہے۔۔۔ اقول: (میں کہتا ہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے گزشتہ حدیث پاک کی وجہ سے کہ جس میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں، لہٰذا تحریم یعنی کراہت تحریمی صحیح ہوئی۔ اور اطلاق (الفاظ حدیث) ناخنوں کو بھی شامل ہے۔ اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں بھی گزشتہ حدیث کی صراحت موجود ہے (حدیث: اگر تُو عورت ہوتی تو ضرور اپنے سفید ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کر دیتی) رہا عذر کا استثناء کرنا، تو اس کے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ (عذر اس وقت تسلیم کیا جائے گا کہ) جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی استعمال میں بھی محض ضرورت کی بنا پر بطور دوا اور علاج ہو، زیب و زینت اور آرائش مقصود نہ ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 543،542، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم